معجزہ کیا، کیوں، کیسے؟

پرویز بلگرامی

MAUJZA .kia?kion?kaisy

By:Parvez bilgrami

''سنا تم نے فلاں جگہ معجزہ ہوا ہے۔'' یہ ایک ایسا جملہ ہے جو ہر ایک دو سال بعد سنائی دے جاتا ہے۔اس جملے کا اثر مختلف لوگوں پر مختلف انداز میں ہوتا ہے۔ کچھ لوگوں کے دل میں محبت وعقیدت کا سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگتا ہے تو کچھ لوگ اپنے تجربات سنانے لگتے ہیں۔ وہ لوگ جو معجزہ کا سنتے ہی بڑی چاہ سے پہنچتے ہیں اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ہر ایک چیز کا جائزہ لیتے ہیں کہ شاید کسی طرح وہ کچھ نظر آجائے جس کا شہرہ سن کر آئے ہیں مگر جب ایسا کچھ نظر نہیں آتا ہے تو ان پر بھی غصہ طاری ہونے لگتا ہے۔ غصہ عقل پر اثر انداز ہوتا ہے اور ان کی عقل جواب دے جاتی ہے۔نتیجتاً انہیں اپنا ایمان ڈگمگاتا ہوا محسوس ہوتا ہے اور وہ الٹی سیدھی باتیں سوچنے لگتے ہیں۔موقع ملتا ہے تو دل کا غبار بھی نکالنے لگتے ہیں۔ جرم کوئی کرتا ہے مجرم کسی اور کو گردانتے ہیں۔ مذہب پر بھی انگلیاں اٹھانے لگتے ہیں۔

دراصل ایسی باتیں وہی کرتے ہیں جنہیں معجزہ کی حقیقت کا علم نہیں ہے،

تعلیمات اہل بیت علیہ السلام سے پوری طرح دلچسپی نہیں ہے ورنہ تو آئمہ معصومین علیہ السلام نے ہر بات کی تشریح کھل کر کی ہے، سچ اور جھوٹ کی واضح کسوٹی فراہم کی ہے، صرف مطالعہ کی ضرورت ہے، حقیقی طور پر تمسک کی ضرورت ہے، باب العلم سے تمسک۔ کیوں کہ زبانی اقرار تمسک کوئی معنی نہیں رکھتا اور جو علی علیہ السلام سے تمسک رکھتے ہیں، وہ تعلیم سے دور رہ ہی نہیں سکتے۔تعلیم میں ''ت'' اور ''م''، یعنی ''ت'' سے تمہارے اور ''م'' سے میرے کے درمیان علی ہیں۔ باب العلم ہیں اور باب العلم سے تمسک رکھنے والے کبھی علم سے دور رہ ہی نہیں سکتے۔جن کے پاس آئمہ معصومین علیہ السلام کا عطا کردہ علم ہے وہ ہر بات کی تہ میں جلد پہنچ جاتے ہیں۔

اس وقت ہمارا موضوع معجزہ ہے۔اس لیے صرف اسی ایک نکتے پر بات ہوگی کہ کیا واقعی آئمہ نے معجزہ دکھایا تھا؟ اگر نبی و امام معجزہ دکھا سکتے ہیں تو اس وقت معجزہ کیوں نہیں دکھایا جب رسول اکرمؐ پر مظالم ہو رہے تھے۔ آپ کو ستایا جا رہا تھا۔تب کیوں معجزہ نہیں دکھایا؟ ایسا سوچنے والے دراصل غلطی پر ہیں کیونکہ معجزہ یہ نہیں ہے کہ کچھ پڑھ کر پھونکا اور سارے دشمن غارت ہوگئے۔ معجزہ یہ ہے کہ دشمنوں پر بھی احسان کر دیا۔حر نے راہ روکی۔ بے آب و گیاہ میدان میں ریگستان میں راہ روکی۔ عام نظروں نے یہی سمجھا کہ یہ دشمنِ امام ہے مگر امامؑ نے حر کے پیاسے لشکر کو پانی پلایا کیوں کہ امام کی نگاہیں دیکھ رہی تھیں دشمن نہیں دوست ہے اسی لیے احسان کیا۔معجزہ یہ ہے کہ شب ہجرت ننگی تلوار سونتے کھڑے لوگوں کے درمیان سے حضور اکرمؐ نکل آگئے اور کسی کو نظر نہ آئے۔

امامؑ کے گلے پر چھری چل رہی تھی گلا کٹ رہا تھا اس وقت امامؑ شمر کا ہاتھ پتھر کا بنا دیتے تو یہ معجزہ نہ ہوتا بدلہ ہوتا۔ معجزہ تو یہ تھا کہ کٹا ہوا سر سورہ کہف کی تلاوت

کرے اور دنیا نے دیکھا کہ ایسا ہی ہوا۔

معجزہ پر بات کرنے سے پہلے بتا دیا جائے کہ معجزہ ہے کیا؟ کب اور کیوں رونما ہوتا ہے؟ اور اسے پرکھنے کے لیے علم نے کون سی کسوٹی دی ہے؟ اس کی پہچان کیا ہے۔

تمام مذاہب میں معجزے کا تصور ہمیشہ سے رہا ہے اور اگر کوئی ایسا شخص جو معجزہ نہ دکھا سکتا ہو اسے پیغمبر نہیں سمجھتے تھے یعنی پیغمبر اور معجزے کو لازم و ملزوم خیال کیا جاتا تھا۔ جبکہ مشرقی اور جنوبی ایشیا میں معجزے نام کی کوئی چیز موجود نہیں تھی۔ قدیم ہندوستان، جاپان اور چین میں پیدا ہونے والے مذاہب میں بھی معجزے کا کوئی وجود نہیں۔ ان مذاہب کے ماننے والے اپنے مذہبی رہنماؤں کی پیروی، ان کی ہدایت کو ماننے سے قبل معجزے طلب نہیں کیے اور نہ توقع رکھتے تھے اور نہ یہ کہتے تھے کہ آپ معجزہ دکھائیں تبھی ہم آپ پر ایمان لائیں گے۔ فرانسیسی اسکالر ریتان یورپین مفکرین میں پہلا شخص تھا جس نے اس بات کی طرف دھیان دیا کہ مشرق اور جنوبی ایشیا کے مذاہب میں معجزے کا مسئلہ نہیں پایا جاتا جب کہ مغربی ایشیاء کے مذاہب میں یہ سلسلہ موجود ہے۔ رینان کا خیال ہے کہ مشرق اور جنوبی ایشیاء کے مذاہب کے پیروکار کی اپنے پیغمبروں سے معجزہ طلب نہ کرنے اور مغربی ایشیاء کے مذاہب کے پیروکاروں کی اپنے رہنماؤں سے معجزہ طلب کرنے کی وجہ معاشروں میں فرق ہے۔ چین، جاپان اور ہندوستان میں گھریلو اور قومی سطح پر تربیت ایسی ہوتی تھی کہ یہ لوگ اپنے رہنماؤں کی بات سنتے تھے اور اپنے پیغمبروں کو برحق تسلیم کرنے کے لیے ان سے معجزے کی توقع نہیں رکھتے تھے۔

لیکن مغربی ایشیاء کی اقوام کی قومی سطح پر ایسی تربیت نہیں ہوتی تھی اور یہ لوگ

اپنے رہنماؤں کے رجحان کا اندازہ لگا کر ہی ان کی رہنمائی کو تسلیم کر لیتے تھے اسی وجہ سے وہ مذہبی رہنما جنہوں نے مغربی ایشیاء میں ظہور کیا وہ معجزہ دکھانے پر بھی مجبور ہوئے تھے لیکن چین، جاپان اور قدیم ہندوستان میں لوگ صرف کلام اور وعظ و نصیحت سے ہی ان کی طرف کھنچے چلا جاتے تھے اور وہ مذہبی رہنما جو جاپان، چین اور ہندوستان میں ظاہر ہوئے تھے ان کے ذکر میں معجزے کا تذکرہ نہیں ملتا ہے۔ ہندو، بدھ، جین تمام مذاہب گرچہ باطل نظریات کے ہی حامل کیوں نہ ہوں مگر ان میں بھی معجزے یا کرامت کی طلب نظر نہیں آتی جب کہ عبرانی جن کے درمیان حضرت موسیٰ معبوث ہوئے۔ فلسطینی جن میں دین عیسیٰ نے ظہور کیا اور اسی طرح جزیرہ عرب جہاں اسلام کا نور ہویدا ہوا۔ یہ تمام کے تمام مادی نقطہ نگاہ رکھتے تھے اور مادی جذبات سے بڑھ کر کسی چیز کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ شاید اس وجہ سے معجزہ کے طلب گار رہے تھے اور انبیا کرام و آئمہ اطہار نے معجزہ دکھایا مگر کس طرح؟ یہ بتانے سے پہلے بتا دوں کہ معجزہ ہے کیا؟

معجزہ باب افعال کا فاعل ہے اس کا مصدر اعجاز ہے جو عجز سے نکلا ہے اس کا فاعل مذکر معجز ہے جبکہ معجزہ فاعلِ مونث ہے اس میں تا تانیث کا ہے۔ اہلِ علم نے دلائل علامات اور خارق العادت جیسے الفاظ کو معجزہ کا مترادف قرار دیا ہے۔

معجزہ نام ہے انبیاء علیہ السلام کے دلائل صدق کا۔ گویا یوں سمجھ لیں کہ عقل کو عاجز کر دینے حیران کر دینے والی بات کو ہی معجزہ کہتے ہیں۔

لغت میں بھی یہی معنی ملتے ہیں۔ مگر معجزہ صرف معصومین علیہ السلام سے منسوب ہوتا ہے۔ اللہ، رسول اللہؐ اور آلِ حبیب اللہ ہی کو معجزے پر اختیار حاصل ہے۔ غیر اللہ کے حامی جو کچھ دکھاتے ہیں وہ معجزہ نہیں سحر ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی اپنی

مشہور تصنیف ''فتح الباری'' میں لکھتے ہیں ''علامہ فوادی کہتے ہیں کہ سحر حرام ہے اور وہ بالاجماع کبائر میں سے ہے اور حضور اکرمؐ نے اس بات کو سات مہلک چیزوں میں شمار کیا ہے اور سحر کا سیکھنا اور سکھانا قطعاً حرام ہے۔''

اہل سنت کے امام رازی اپنی تصنیف ''تفسیر کبیر'' میں رقم طراز ہیں۔ ''لفظ سحر اصطلاح شریعت میں ایسے امر کے لیے مخصوص ہے جس کا سبب مخفی ہو اور وہ اصل حقیقت کے خلاف خیال میں آنے لگے۔'' حماد الدین ابن کثیر لکھتے ہیں۔ ''وزیر مظفر یحیٰ بن محمد بن ہیرہ نے اپنی کتاب ''الاشراف فی مذاہب الاشراف'' میں ایک باب سحر کے متعلق بھی لکھا ہے اس میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ علما کا اس پر اتفاق ہے کہ سحر کی بھی حقائق کی طرح ایک حقیقت ہے۔ علامہ شیخ مرتضیٰ انصاری نے ''مکاسب'' میں سحر پر بحث کی ہے اور اسے حرام قرار دیا ہے۔

ابن خلدون معجزہ اور سحر کے فرق میں لکھتا ہے۔ معجزہ بہ اذنِ پروردگار ہے اس لیے اس میں خیر کی تاثیر ہے مگر جادوگر شیطان کی قوت کو استعمال کرتا ہے اس لیے اس میں شر ہے۔

آیت اللہ العظمیٰ سید ابوالقاسم خوئی فلسفہ معجزہ میں لکھتے ہیں۔ ''جادوگر اور شعبدہ باز جو کرتب دکھاتے ہیں وہ بھی اصطلاحاً معجزہ نہیں۔ اسی طرح سائنسی علوم کے جاننے والے جو کارنامہ انجام دیتے ہیں انہیں بھی معجزہ نہیں کہا جا سکتا خواہ کوئی دوسرا ایسا کارنامہ انجام نہ بھی دے سکے۔''

دوسرا حصہ

سب سے اہم فرق یہ ہے کہ معجزہ آسمان اور زمین دونوں سے متعلق ہو سکتا

ہے لیکن سحر اور جادو صرف زمین کی چیزوں سے متعلق ہو سکتا ہے۔ مثلاً ذوالفقار کا آسمان سے اترنا' ستارے کا دروازے پر اتر کر اللہ کی رضامندی کا اشارہ دینا' چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا' سورج کا پلٹ آنا' معجزہ ہے کیونکہ معجزہ آسمان سے متعلق اور صاحبِ معجزہ زمین پر ہے۔ پیتل کا بچھڑا بنانا' اس میں فرشتے کے گھوڑے کے سم کی مٹی ڈال کر آواز نکالنے والا بچھڑا بنا کر پرستش کرانا جادو ہے مگر طائر کو بوٹی بوٹی کر کے مختلف پہاڑوں کی چوٹیوں پر پھنکوا دینا اور پھر اسے دوبارہ زندہ کر دینا معجزہ ہے۔ سامری جادوگر کا عجیب و غریب آئینہ بنانا جس میں گزشت و آئندہ کے واقعات دیکھ لینا ساحری ہے۔ مگر خلیفہ کے دربار میں بیٹھے بیٹھے یہ بتانا کہ فلاں سمت سے ایک نوجوان آ رہا ہے جو اس کپڑے میں ملبوس ہوگا' جو سید زادہ ہے۔ بتا دینا معجزہ ہے۔

مگر ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ جنہوں نے جادو' سحر' شعبدہ کو معجزہ کہہ کر دکھانا چاہا تو الٹا ہو گیا۔ مثلاً مسلمہ کذاب نے جب سنا کہ حضور اکرمؐ نے پیالے بھر پانی سے پورے لشکر کو سیراب کر دیا تھا تو اس نے ایک ایسے کنواں میں تھوکا جس میں پانی کم تھا پھر کہا کہ دیکھنا ابھی پانی اوپر تک آ جائے گا مگر ہوا الٹا۔ رہا سہا پانی بھی کنویں کی تہ میں اتر گیا۔ اسی طرح ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ اس نے بنی حنیفہ کے کچھ بچوں کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے منہ میں انگلی ڈالی کہ دانت بہ آسانی نکلیں گے مگر سب الٹا ہوا۔ جن کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا وہ تا عمر گنجے رہے اور جن کے منہ میں انگلی ڈالی تھی وہ تتلانے لگے۔ فلسفہ معجزہ صفحہ ۴۷۔ بحوالہ الکامل ابنا ثیر جلد ۲' صفحہ ۱۳۹۔

صالحین سے منسوب عاجز کر دینے والی باتیں بھی معجزہ نہیں کرامت ہیں جو معجزہ سے کم تر درجے پر ہے جب کہ معجزہ کا مقام بہت بلند ہے۔ مثلاً شاہ است حسینؑ کا نعرہ لگانے والے حضرت معین الدین چشتیؒ المعروف خواجہ اجمیری کا تارا گڑھ پہاڑ

کو ہوا میں ٹھہرا دینا' حضرت لعل شہباز قلندر کا مرتے ہوئے لوگوں کو نئی زندگی دے دینا معجزہ نہیں کرامت ہے۔

معجزہ عربی زبان کا لفظ ہے لیکن یہ لفظ قرآن میں کہیں بھی نظر نہیں آتا بلکہ اس کے متبادل لفظ استعمال ہوئے ہیں۔ لفظ ''آیات' بنیات' برہان' فرقان اور سلطان'' استعمال ہوئے ہیں۔

لفظ سلطان قرآن پاک میں ۲۴ مرتبہ آیا ہے۔ سورہ ھود قرآن پاک کا گیارہواں سورہ ہے۔ اس سورہ کی آیت ۹۶ میں ارشاد رب العزت ہے۔ ''ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں اور روشن دلیل اور کھلے ہوئے اقتدار کے ساتھ فرعون اور اس کے ساتھی سرداروں کی طرف بھیجا ہے۔'' اسی طرح سورہ اعراف آیت 73 ''ناقۃ اللہ آیۃ'' یعنی یہ اللہ کی اونٹنی ہے جو تمہارے لیے ایک آیت یعنی معجزہ ہے۔

سورہ مومن آیت ۲۳' ۲۴ **ولقد ارسلنا موسیٰ بایتنا و سلطٰن مبین الی فرعون و ھامن و قارون فقا لوا سٰحر کذاب** یعنی ہم نے موسیٰ کو معجزانہ اور روشن دلائل وسلطان کے ساتھ بھیجا۔

ایک موسیٰ علیہ السلام ہی نہیں تقریباً ہر نبی کو معجز نمائی عطا ہوئی تھی لیکن ہر نبی کا معجزہ اس دور کے مطابق تھا۔ حالات و وقت کے لحاظ سے ظاہر تھا۔ ہر نبی کو اس کی ضرورت کے مطابق معجزے عطا ہوئے تھے۔ کسی کو ایک تو کسی کو دو معجزہ دیے گئے تھے صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بیک وقت نو (۹) معجزے عطا ہوئے تھے۔

حضرت داؤد علیہ السلام اولی الامر پیغمبر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ''حیرت انگیز جسمانی قوت'' کے روپ میں معجزہ بخشا تھا۔ ان کا دور آہن گری کا تھا۔ اس دور کے لوگ آہن وفولاد سے انواع واقسام کی اشیاء بنانے میں ماہر ومعروف تھے۔ اس

لیے اللہ تبارک تعالیٰ نے حضرت داؤد کے ہاتھوں کو وہ قوت عطا کی تھی کہ آہن وفولاد ان کے ہاتھوں میں موم ہو جاتا تھا۔ وہ لوہے کو چٹکی میں پکڑ کر گلا دیتے تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دور سحر و ساحری کا تھا۔ شہر مصر اس وقت باطل علم کے جاننے والوں' فسوں سازوں اور ماہرینِ سحر سے بھرا پڑا تھا۔ جادو ٹونے کے ماہرین کو عروج حاصل تھا۔ شیطان کی بلاواسطہ پرستش عام تھی۔ کیوں کہ جادو سحر شیطانی علم کا حصہ ہے۔ اس شیطانی علم سے مقابلہ کے لیے رب کائنات نے موسیٰ کو معجزہ عطا کیا۔ ید بیضا اور عصاء دیا تاکہ وہ ساحروں کے سحر کا مقابلہ کر سکیں۔

سورہ بقرہ رکوع ۸ میں ارشاد رب العزت ہے۔ ''اور جب حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا تو ہم نے فرمادیا کہ تم اپنی لاٹھی سے پتھر کو مارو اس پتھر سے بارہ چشمے پھوٹ کر بہنے لگے اور ہر آدمی کو اپنے اپنے پینے کے چشمے کا علم ہو گیا۔''

مختلف تفاسیر سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے عصا سے مزید ساحروں سے مقابلہ کرنے کے علاوہ مزید سات کام بھی لیتے تھے۔

۱۔ اس کے سہارے چلنا۔ ۲۔ بات چیت کر کے دل بہلانا۔ ۳۔ رات میں دونوں شاخیں روشن ہو کر روشنی دیتیں۔ ۴۔ موذی جانداروں سے حفاظت کرتیں۔ ۵۔ کنویں سے پانی بھرتے وقت رسی بن جاتیں۔ بوقت ضرور پھلدار درخت بن کر حسب خواہش پھل دیتیں۔ خشک و پتھریلی زمین میں گڑتے ہی پانی نکل آتا۔ (تفسیر مدارک التنزیل جلد ۲ صفحہ ۵۰)

ید بیضا کے متعلق سورہ طٰہٰ رکوع ۱ پارہ ۱۶ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''اور (اے موسیٰ) اپنا ہاتھ اپنے بازو سے ملاؤ تو خوب سپید نکلے گا بغیر کسی مرض کے۔ یہ ایک دوسرا معجزہ ہے تاکہ ہم تمہیں اپنی بڑی بڑی نشانیاں دکھائیں۔''

یدِ بیضا کے متعلق بتایا گیا ہے کہ رات اور دن میں آفتاب کی طرح نور نکلتا تھا۔(خزائن العرفان صفحہ ۴۵۲)

سورہ طٰہٰ آیت ۶۵ تا ۵۷ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔''جادوگروں نے کہا کہ اے موسیٰ آپ اپنا عصا پہلے ڈالیں گے یا ہم پہلے ڈالنے والے بنیں تو آپ نے فرمایا کہ بلکہ تمہیں ڈالو تو یکایک ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کی نظر بندی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خیال میں ایسی معلوم ہونے لگیں جیسے سانپ دوڑ رہے ہیں تو حضرت موسیٰؑ نے دل میں تھوڑا خوف سا ہوا تو ہم نے فرمایا کہ تم ڈرو نہیں۔تم ہی غالب رہو گے اور تمہارے ہاتھ میں جو عصا ہے اس کو ڈال دو تو ان لوگوں نے جو سوانگ بنایا ہے یہ عصا ان سب کو نگل جائے گا اور جادوگر معجزات کے مقابلے میں جہاں بھی آئے کامیاب نہیں ہوئے تو تمام جادوگر سجدہ میں گر کر کہنے لگے کہ ہم حضرت موسیٰ، ہارونؑ کے رب پر ایمان لائے۔''

حضورت موسیٰؑ کے ساتھ فرعون کے دربار میں ایسا معجزہ رونما ہوا تھا جب کہ بالکل اس جیسا معجزہ منصور عباسی کے دربار میں صادق آل محمدؐ کے ساتھ رونما ہوا۔خلیفہ منصور عباسی امام جعفر صادق علیہ السلام سے حد درجہ کینہ رکھتا تھا۔آپؑ کو نیچا دکھانے کی تگ و دو میں لگا رہتا تھا۔ایک دن اس نے شہر بابل کے ستر جادوگروں کو دربار میں طلب کیا۔یہ تمام کے تمام جادوگر اپنے فن میں ماہر تھے۔منصور نے ان سے کہا کہ میں اپنے ایک دشمن کو بلا رہا ہوں۔تم کوئی ایسا کرتب دکھانا جو انہیں ذلیل کر دے۔تا کہ لوگ سمجھ لیں کہ وہ امام من جانب اللہ نہیں ہیں۔

امامؑ جب دربار میں پہنچے تو دیکھا کہ ستر مصنوعی شیر بیٹھے ہیں۔جادوگر ان شیروں کا کوئی کرتب دکھاتا، امامؑ کو خوف زدہ کرنے کی کوشش کرتا کہ امامؑ نے شیروں کی

طرف دیکھ کر کہا۔''اے مصنوعی شیرو تم سب اپنے اپنے بنانے والوں کو نگل لو۔'' امام کی زبان سے یہ جملہ نکلا تھا کہ شیروں نے دہاڑ ماری اور تمام کے تمام جادوگروں کو نگل گئے۔یہ دیکھ کر خلیفہ منصور کانپنے لگا۔اس نے منت کی کہ آپ امامؑ ہیں مجھے یقین آ چکا ہے اب ان شیروں کو حکم دیں کہ یہ جادوگروں کو اگل دیں۔امامؑ نے فرمایا۔''نہیں یہ نہیں ہو سکتا اگر عصائے موسیٰ نے سانپوں کو اگل دیا ہوتا تو یہ بھی اگل دیں گے۔''
(دمعہ ساکبہ جلد ۲ صفحہ ۵۱۳ شرح شافی ابن فراس بحوالہ چودہ ستارے)

امام جعفر صادقؑ کا ایک معجزہ فرانس کے ساحلی شہر اسٹراسبرگ کے اسلامک اسٹڈیز کی مرتب کردہ فرنچ زبان کی ایک کتاب جس کا فارسی ترجمہ ذبیح اللہ منصور نے ''مغز متفکر اسلام'' کے نام سے کی ہے اس کا اردو ترجمہ سید کفایت حسین نے کیا ہے اس میں نظر آتا ہے۔''ابن عطبہ سے مروی ہے کہ ہم نے جعفر صادق سے مخاطب ہو کر کہا۔کیا یہ درست ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ایک مسلمان مومن اس خانہ کعبہ (خانہ کعبہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) سے بہتر ہے۔امام جعفر صادقؑ نے فرمایا۔''ہاں یہ بات درست ہے کیوں کہ ایک مسلمان مومن کی خداوند تعالیٰ کے نزدیک اتنی قدر و منزلت ہے کہ اگر وہ اس پہاڑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہے کہ اے پہاڑ! میرے قریب آ، تو یہ پہاڑ قریب آ جائے گا۔جوں ہی آپ کے لب مبارک سے یہ الفاظ نکلے ہم نے دیکھا کہ پہاڑ نے حرکت کی اور ہمارے قریب آ گیا۔امام جعفر صادقؑ نے پہاڑ سے مخاطب ہو کر کہا، میں نہیں چاہتا تھا کہ تو نزدیک آئے اس پر وہ پہاڑ ایک گرج دار آواز کے ساتھ واپس ہوا اور واپس اپنی جگہ کھڑا ہو کر پہلے کی طرح ساکن ہو گیا۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح اولی الامر پیغمبر تھے۔ صاحبِ شریعت، صاحب کتاب پیغمبر تھے۔ ان کے دور میں طبابت یعنی ڈاکٹری کو عروج حاصل تھا۔ ایسے ایسے طبیب موجود تھے جو مرتے ہوئے مریض کو موت کے جبڑے سے کھینچ لیتے تھے۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے ان کے مقابل، دنیاوی حکمت کے مقابلے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیحائی کا معجزہ عطا کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردہ جسموں میں جان ڈالنے کا مظاہرہ کر دکھایا۔

حضرت عیسیٰؑ کو مسیحائی عطا ہوئی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھی مردوں کو زندہ کر دینے کا معجزہ تھا۔ تاریخ کے صفحات میں ایسے کئی واقعات ہیں جن میں جنگِ بدر کے وقت صحابی رسول اسوہ بن قیس کا واقعہ سرفہرست ہے۔ آلِ رسولؑ سے بھی کئی واقعات منسوب ہیں ایک اور واقعہ سن لیں جسے آیت اللہ دستغیب نے اپنی کتاب داستان ہائے شگفت میں نقل کیا ہے اور ایران کے کئی اخبارات میں آ چکا ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ شاہرہ عبدالعظیم کے ایک مکان میں احمد پہلوانی رہا کرتے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ وہ ہر جمعرات، ہر شب جمعہ مسجد جمکران ضرور جاتے تھے۔ اُس شب جمعہ ان کے ایک عزیز کے ہاں شادی کی تقریب تھی۔ وہ اس تقریب میں چلے گئے واپسی میں کافی دیر ہوگئی۔ گھر آئے تو نیند کا غلبہ تھا وہ سو گئے۔ تقریباً نصف شب میں ان کی آنکھ کھل گئی۔ پیاس سے گلا خشک ہو رہا تھا۔ پانی پینے کے لیے انہوں نے اٹھنا چاہا لیکن پاؤں میں جنبش نہ ہوئی۔ انہوں نے بیوی کو جگا کر بتایا کہ میرے پیر مفلوج ہوگئے ہیں۔ بیوی نے یہ کہہ کر مطمئن کرنے کی کوشش کی کہ ٹھنڈ لگ گئی ہوگی جب کہ وہ موسم گرما تھا۔ انہوں نے ضد کر کے اپنے دوست اصغر آقا کو پڑوس سے بلوا

لیا۔ جب وہ آ گئے تو احمد نے کہا کہ کسی ڈاکٹر کو بلوا دیں نزدیک میں ڈاکٹر شاہر غنی کا گھر تھا۔ وہ حضرت عبدالعظیم کے گرد دائرہ نما سڑک پر کلینک کرتے تھے۔ اصغر آقا انہیں بلا لائے۔ ڈاکٹر نے ابتدائی معائنے کے بعد ایک چھوٹی سی ہتھوڑی نکالی اور اسے زانو پر مار کر دیکھا پھر تلوے میں سوئی چبھوئی مگر احمد کو ذرا بھی تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔ ڈاکٹر نے نسخہ لکھ کر اصغر آقا سے کہا کہ فالج کا حملہ ہے اب ٹھیک ہونا ناممکن ہے۔ گھر میں رونا پیٹنا مچ گیا۔ احمد کو معذوری کا غم کھائے جا رہا تھا۔ صبح کے تقریباً نو بجے کا وقت ہوگا۔ احمد نے امام زمانہؑ کے حضور فریاد شروع کر دی۔ ''یا امام مجھ سے ایسا کون سا گناہ سرزد ہوا ہے جس کی یہ سزا ہے۔ میں تو ہر شب جمعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ مجھ پر توجہ فرمائیے تا کہ میں معمول برقرار رکھ سکوں۔''

فریاد کرتے کرتے وہ سو گئے۔ خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نورانی صورت جوان آئے ہیں اور احمد کے ہاتھ میں عصا دے کر فرما رہے ہیں کہ چلو اٹھو چل کر دکھاؤ۔ اس نورانی صورت شخص کے حوصلہ دینے پر وہ اٹھ کر بیٹھے پھر چل کر دکھانے لگے۔ تبھی ان کی نیند ٹوٹ گئی۔ اب وہ خود بستر سے اترے اور چلنے لگے۔ یہ خبر ڈاکٹر کو دی گئی تو اس نے ناممکن کہا مگر اپنی آنکھوں سے احمد کو دیکھ کر بولے۔ ''یہ عجیب واقعہ ہے۔ میں میڈیکل نیوز میں اس بات کو اٹھاؤں گا کہ فالج کا اثر بغیر دوا کے صحیح ہوگیا۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں فنِ تعمیر، نقاشی و مینا کاری کو عروج حاصل تھا۔ فنکار پتھروں میں خوب صورتی بھر دیتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس فن پر دسترس دی گئی۔ حضرت ابراہیم کے ہاتھ میں ایسا اثر دیا گیا کہ پتھر میں جان پڑ جاتی۔ ہاتھ تو ہاتھ پیر کے نیچے بھی آ کر پتھر زندہ ہو جاتے۔ حکم ہوتا بلند ہو تو پتھر ہوا

میں اٹھنے لگتے اور کعبہ کی تعمیر ہو گئی۔

حضرت خضر علیہ السلام کو معجزہ یہ عطا ہوا کہ وہ سوکھے' ٹنڈ منڈ درخت پر ہاتھ رکھ دیں تو وہ ہرا بھرا ہو جائے۔

ہمارے نبی' خاتم الانبیاء' سردار الانبیاء (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔ خدا نے موسیٰ کو نو معجزے عطا کیے تو انہیں جامع کمالات بنایا سرتا پا معجزہ بنایا ہے۔

متذکرہ سطریں لکھ چکا تھا کہ اصول الکافی جلد کتاب العقل والجہل کی حدیث ۲۰ نظر سے گزری۔ ''ابن سکیت سے مروی ہے کہ اس نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا۔ ''فرزند رسول! اس کی وجہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ بن عمرانؑ کو عصا اور ید بیضا کا معجزہ عطا کیا' حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کو طب کا اور حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو زبان وبیان اور خطابت کا۔''

امام علی رضاؑ نے فرمایا۔

''جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا اس زمانے میں چہار طرف جادو کا چرچا تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو وہ بات عطا کی جو جادوگروں کے بس سے باہر تھی جس نے ان کے جادو کو خاک میں ملا دیا اور ان پر حجت قائم کر دی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت مبعوث ہوئے جب بیماریاں اور جسمانی نقائص عام تھے اور لوگوں کو علاج معالجہ کی ضرورت تھی۔ چنانچہ اللہ نے انہیں وہ قوت عطا کی جس سے اس زمانے کے اطباء عاجز تھے۔ ایسے بیماروں کو بھی شفا عطا کرنے لگے جسے اطباء نا قابل علاج کہنے لگے تھے۔ انہوں نے اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ

کیا۔ اندھوں اور مبروصوں کو صحت یاب کیا اور اس طرح اہل زمانہ پر حجت قائم کر دی۔

جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اس زمانے میں عرب میں خطابت اور شعر وسخن کا دور دورہ تھا یہی وجہ تھی کہ انہوں نے اللہ کی طرف سے ایسے مواعظ پیش کیے کہ اہل عرب دنگ رہ گئے۔ ان کی فصاحت وبلاغت کا بازار سرد پڑ گیا اور اس طرح ان پر حجت قائم کر دی۔''

قرآن کریم کے علاوہ جتنے بھی معجزات تھے وہ محض وقتی تھے اور ان کو دوام حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ چند ہی روز بعد ان کی حیثیت ایسی کہانی کی سی رہ جاتی جو اگلے پچھلوں سے روایت کرتے ہیں اور پھر شک کا دروازہ کھل جاتا کہ آیا یہ کہانیاں سچی بھی ہیں یا نہیں جب کہ قرآن ایک ایسا معجزہ ہے جو ابد تک باقی رہے گا اس کا اعجاز دائمی ہے چاہے کتنی ہی نسلیں گزر جائیں اس کی رونق اور چمک دمک میں فرق نہیں آ سکتا تھا۔ (بحوالہ فلسفہ معجزہ از آیت اللہ العظمیٰ سید ابوالقاسم خوئی)

اقسام معجزہ

تمام انبیاء کو دو طرح کے معجزے عطا ہوئے۔ ایک وہ جو ان کی ذات سے وابستہ تھے' منسلک تھے اور صفاتی حیثیت کے حامل تھے۔ گویا وہ کسی طور بھی ان سے جدا نہیں ہو سکتے تھے مثلاً آدم علیہ السلام کا علم' موسیٰؑ کا ید بیضاء' داؤدؑ کے ہاتھوں کی قوت' خضرؑ کے ہاتھوں کا اثر' عیسیٰؑ کے ہاتھوں کی شفا' نوحؑ کے ہاتھوں کا کمال وغیرہ وغیرہ یعنی وہ معجزات جو جسم کے ساتھ وابستہ تھے۔ دوسری قسم کے معجزے انہیں کہا جاتا ہے جو ذات سے الگ ہو سکیں۔

مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصاء' حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت'

حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی لیکن یہ دونوں ہی قسم کے معجزے حیاتِ حامل معجزات کے محتاج تھے یعنی کہ جب تک اس پیغمبر کی زندگی رہی معجزہ رہا۔ادھر حامل معجزہ کی روح نے ساتھ چھوڑا ادھر معجزہ بھی ختم۔صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دونوں ہی قسم کے معجزات عطا ہوئے لیکن خداوند کریم نے معجزات عطا کرتے ہوئے بھی اپنے حبیبؐ کا مقام بلند رکھا۔کیسے اور کس طرح یہ بتانے سے پہلے یہ بتا دوں کہ رسول اکرمؐ کے معجزات کی خبروں کو اہل کتاب کے انبیاء کے معجزات کی خبروں پر سے فوقیت حاصل رہی ہے۔

نبی اکرمؐ کے جن اصحاب نے ان معجزات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ان کی تعداد ان بنی اسرائیل اور حضرت عیسیٰ ! کے حواریوں سے جنہوں نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے معجزات نقل کیے ہیں ہزاروں گنا زیادہ ہیں۔اس لیے کہ حضرت عیسیٰؑ پر ان کی زندگی میں ایمان لانے والوں کی تعداد اتنی کم تھی کہ انگلیوں پر گنی جاسکتی ہے۔ان کے جو معجزات منقول ہیں ظاہر ہے کہ ان کی روایت کا سلسلہ آخر میں انہی مٹھی بھر مومنین تک پہنچتا ہے۔

پیغمبر آخر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات انبیائے سابقین کے معجزات کی تصدیق بھی ہے اور ان سے افضل بھی ہیں کہ آپؐ نے زیادہ بہتر طریقے پر ان معجزات کو دکھلایا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام پتھر پر ہاتھ رکھیں تو پتھر بلند ہو' کعبہ تعمیر ہو۔حضور کے ہاتھ میں کنکر پتھر آئے تو کلام کرنے لگے۔حضرت خضر علیہ السلام لکڑی چھولیں تو وہ ہری شاخ میں بدل جائے۔سوکھے درخت پر ہاتھ رکھیں تو ٹنڈ منڈ درخت شاداب ہو جائے۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشارہ کریں تو درخت چل کر قریب آجائے' بولنے لگے۔اگر نوح کی کشتی صاحب ایمان کو ڈوبنے سے بچالے تو حضور کی زندہ کشتی بھی قیامت تک ایمان والوں کو پناہ میں لیے رکھے گی۔(میرے اہل بیت سفینہ نوح کی مانند ہیں: حدیث رسول)

مگر ان میں کچھ معجزے وقتی تھے۔مثالی تھے جب کہ کچھ معجزے دائمی بھی ہیں جن میں سب سے اہم معجزہ قرآن ہے۔

''کہہ دیجیے کہ اگر تمام انسان اور جنات جمع ہو جائیں کہ ایسا قرآن بنا لائیں جب بھی وہ نہ لاسکیں گے خواہ وہ ایک دوسرے کی مدد بھی کریں۔''
(سورہ بنی اسرائیل آیت ۸۸)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دور علم بدیع وعروض کا تھا۔ہر طرف شعر و شاعری علم و ادب کا ڈنکا بج رہا تھا۔ایک سے ایک قابل شاعر موجود تھے۔اسی وجہ سے کلام الٰہی کو بھی بے عقلوں نے شاعری کہا جس کی رد میں سورہ طور آیت ۳۰ آئی۔''کیا یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ تو شاعر ہیں اور ہم ان کی موت کا انتظار کر رہے ہیں۔''

ایسے دور میں خداوند کریم نے ایک ایسے بندے کو جس نے حرف شناسی کی تعلیم بھی کسی بندے سے حاصل نہ کی تھی اس سے ایسی علم وفن کی باتیں بیان کروادیں جن پر جتنا غور کیا جائے ناکافی ثابت ہو۔

دیکھنے میں قرآنِ پاک چند سو صفحات پر مشتمل ہے مگر جامعیت میں وسعتِ فکر میں' علم کا لامحدود سمندر ہے جس میں ہر خشک و تر کا ذکر' کائنات کی ہر شے کا بیان موجود ہے۔اس میں علم اخلاق وعلم المعاشرہ بھی ہے اور علم سیاست وتجارت بھی۔اس میں علم قیافہ و

معمہ بھی ہے اور علم ریما و کیمیا بھی۔ اس میں جمادات و نباتات کا علم بھی ہے اور حیوان و انسان کا بھی۔ اس میں علم جرثقیل و علم تقدیر بھی ہے۔ اس میں تخلیق انسانی کی حقیقت و فلسفہ بھی ہے اور حقوق انسانی کی وضاحت بھی۔ اس میں علم باطن و علم تقدیر بھی ہے اور علم حساب و علم نجوم بھی۔ اس میں علم منطق بھی ہے اور علم النفس اور علم تعبیر رویا بھی۔ اس میں علم تجوید و علم الاعداد بھی ہے اور علم تاریخ و فقہ بھی۔ اس میں علم زراعت و مساحت بھی ہے اور علم خیاطت و حدایت بھی۔ اس میں علم معانی و بیان بھی ہے اور علم بدیع و عروض بھی، اس میں علم رجال بھی ہے اور علم جغرافیہ و علم آثار قدیمہ بھی۔ اس میں علم طبیعیات و علم ہندسہ بھی ہے اس میں علم کلام و علم مناظرہ و علم خطابت و کتابت اور علم جعفر و رمل بھی ہے۔

غرض کائنات کا ہر علم اس میں سمو دیا گیا ہے اور اس کا اقرار خود قرآن کرتا ہے۔

''کوئی خشک و تر ایسا نہیں کہ جس کا (ذکر) اس کتاب میں نہ ہو۔''

اور یہ کتاب، معجزۂ علم جس پر اتری کیا اس کے پاس وہ علم نہیں ہوگا جو اس کتاب کے علم کو اپنے اندر جذب کرلے؟

اس معجزہ نما کتاب کو ہم تک پہنچانے والا تو خود بھی معجز نما ہے۔ اس کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کا نام بھی معجزہ ہے۔ محمدؐ! یہ لفظ عربی لغت میں موجود تھا مگر اس سے پہلے کسی نے اپنے بچے کو یہ نام نہیں دیا۔ یہ لفظ (محمدؐ) اس دور میں بھی معتبر تھا جب نام بگاڑنے کا رواج عام تھا کہ ہر نام کا ایک حرف گرا کر بولتے تھے جس سے معنی کچھ سے کچھ ہو جاتا تھا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ''میم'' ہٹا دیں تو حمد بنتا ہے۔ حمد میں الف لگا دیں تو احمد بنا معنی پر کوئی فرق نہ آیا۔ درمیان کا ''م'' ہٹا دیں تو کوئی فرق نہ آئے محمد سے آخر کا ''د'' ہٹا دیں تو بھی فرق نہ آئے۔ گویا جس کا نام بھی معجزہ ہو وہ سرتاپا معجزہ

کیوں نہ ہو؟

علامہ ضمیر اختر نقوی نے معجزہ کے عنوان سے ایک مجلس پڑھی تھی۔ انہوں نے عنوان کی مناسبت سے فرمایا۔ ''نام محمدؐ معجزہ ہے۔ نام علیؑ معجزہ ہے۔ نام فاطمہؑ معجزہ ہے۔ نام حسنؑ معجزہ ہے۔ نام حسینؑ معجزہ ہے تو جس کا نام معجزہ ہو تو پھر کیا حیرانی ہے کہ اگر پکار لیا اور مدد ہوگئی۔ جب تک فلسفہ معجزہ سمجھ میں نہیں آئے گا اس وقت تک کیسے ذہنوں میں یہ بیٹھے گا کہ نام علیؑ معجزہ ہے۔ نام علیؑ ہر عہد میں معجزہ رہا ہے اور اس طرح اس کو طاہر و اطہر رکھا، نام علیؑ کو کہ علیؑ سے پہلے کسی کا یہ نام نہیں ہوا۔ ایک معجزہ یہی ہے کہ علیؑ کے پیدا ہونے سے پہلے کائنات میں کسی کا نام علیؑ نہیں ہوا سب سے بڑا معجزہ تو یہی ہے۔ بھئی جتنے بھی لفظ ہیں عربی کے، فارسی کے، عبرانی کے آخر وہ استعمال ہوتے ہوں گے۔ عربی کا لفظ تھا علی۔ نام عربی کا تھا لیکن اس لفظ کو کوئی کیوں نہیں جانتا تھا۔ کسی کے کانوں تک یہ نام کیوں نہیں پہنچا تھا۔ محمدؐ نام محمدؐ سے پہلے کسی کا کیوں نہیں تھا سامنے تھا لفظ لیکن غیب میں تھا یہی معجزہ تھا کہ لفظ سامنے تھے لغت میں تھے دونوں نام لیکن کسی کی نظر میں نہیں تھے۔ بالکل اسی طرح جیسے امام ہیں لیکن نظر نہیں آتے۔ جب اس کا مصداق آ گیا تو محمدؐ بھی نام ہوگیا۔ علیؑ بھی نام ہوگیا۔ نام محمدؐ معجزہ، نام علیؑ معجزہ ہر آن معجزہ۔ جس نے بلاؤں میں گھر کر نام لیا ہو اور اس کی مدد ہوگئی ہو تو دل کی گہرائی سے جواب دے گا کہ ہاں یہ نام معجزہ ہے۔''

ابن بابویہ علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے شمار معجزات ہیں جن میں شک کی گنجائش نہیں۔ مثلاً شق القمر، درخت کا آپ کے حکم سے آنا اور واپس جانا، انگشت ہائے مبارک سے پانی کا

جاری ہونا جس سے سارے جانور ولشکر سیراب ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر سنگریزوں کا کلام کرنا' بزغالہ معصوم کا کلام' قلیل طعام سے کثیر جماعت کی شکم سیری کرادینا۔ جنات کا مطیع ہونا' حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے لیے آفتاب کا پلٹانا' ناقہ کی اپنے مالک کی شکایت آپ کی خدمت میں کرنا اور دنیا میں کسی سے تعلیم نہ حاصل کرنے کے باوجود گزشتہ اور آئندہ کے تمام حالات سے واقف ہونا۔ ہر شخص کے سوال کا صحیح جواب دینا' صحیح خبریں دینا' مثلاً فتح مکہ' فتح خیبر' روم وفارس کے قلعہ پر مسلمانوں کی فتح' حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے ام المومنین حضرت عائشہ' طلحہ' زبیر' معاویہ اور خوارج کے جنگ کی پیش گوئی' مظلومی اہل بیت کی خبر دینا۔ وفات حضرت فاطمہ اور شہادت حسین علیہ السلام کے بارے میں قبل از وقت بتادینا۔ امت کا ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہوجانے کی بات کا بہت پہلے اظہار وغیرہ وغیرہ جیسے بے شمار معجزات ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔''میرا اول بھی محمدؐ ہے میرا اوسط بھی محمدؐ ہے میرا آخر بھی محمدؐ ہے یعنی کہ ہم کل کے کل محمدؐ ہیں۔''

جب ایک کے پاس معجزہ ہوگا تو کیا دوسرا اس سے مبّرا ہوگا؟ ایک ہی نور کے دو ٹکڑے کیا الگ الگ اوصاف کے حامل ہوں گے؟ آئمہ علیھم السلام کے پاس کیا کیا معجزات تھے۔ اس پر بحث کرنے کے لیے کئی دفتر درکار ہوں گے۔ مختصراً دوتین واقعات درج ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ جمل وصفین' شہادتِ امام مظلوم وغیرہ وغیرہ کی پیش گوئی کی تو حضرت علی ابن ابی طالب نے بھی بنی امیہ اور بنی عباس کے جور و

ستم کی پیش گوئی کی۔

عبداللہ ابن رزین غافقی نے بیان کیا۔''میں نے حضرت علیؑ کو فرماتے سنا کہ اے اہل عراق تم میں سے سات آدمی عنقریب مرج عذراء میں قتل کیے جائیں گے۔ ان کی مثال اصحاب اخدود کی ہوگی۔ چنانچہ حجر اور ان کے اصحاب قتل کیے گئے (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۵۵)

حجر ابن عدی جو حجر الخیر اور حجر الدبر کے نام سے بھی یاد کیے جاتے ہیں اپنے بھائی ہانی ابن عدی کے ہمراہ مدینہ آئے اور پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں باریاب ہوکر اسلام لائے آپ کا شمار افاضل صحابہ میں ہوتا ہے۔ زہد وتقویٰ میں نمایاں امتیاز رکھتے اور امیرالمومنینؑ کے خواص اصحاب میں محسوب ہوتے تھے۔ جمل وصفین کی جنگوں میں حضرت کے ہمرکاب رہے اور ہر معرکہ میں پوری سرگرمی سے حصہ لیا امیرالمومنین اور ان کی اولاد کی محبت رگ وپے میں سرایت کیے ہوئے تھی اور اسی محبت ووابستگی کی بنا پر اموی کارندوں کے مظالم کا نشانہ بنے اور بے جرم وخطا قتل کردیے گئے۔ (سیرت امیرالمومنین از مفتی جعفر حسین)

ایران سے نکلنے والے تیل کے چشموں کے بارے میں فرمایا۔'' طالقان میں اللہ کے ایسے خزانے ہیں جو نہ سونے کے ہیں اور نہ چاندی کے۔'' (بحارالانوار)

برج امامت کے آٹھویں ستارے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھ سے فرمایا کہ میرے والد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں یہودیوں کی ایک جماعت آئی۔ اس دور میں یہودی ہی علم وفضل میں یکتا مانے جاتے تھے اس لیے مسلمانوں سے مناظرہ کرنے وہی آیا کرتے تھے۔ عیسائیوں کے پاس اس دور میں علم صرف نام کو تھا

اس لیے وہ بھی یہودیوں کو ہی مناظرہ کے لیے بھیجا کرتے تھے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس جو جماعت آئی اسے بھی عیسائیوں کے بادشاہ نے بھیجی تھی۔ اس جماعت نے آتے ہی سوال کیا۔ ''کیا آپ فرزند محمد ہیں جن کا دعویٰ تھا کہ وہ پیغمبر اور حجت اہل زمین ہیں؟''

امام نے جواباً کہا۔ ''ہاں! میں ہی فرزند محمدؐ ہوں جو اللہ کا حبیب ہے، عالمین کا رسولؐ ہے۔''

اس جماعت کا امیر بولا۔ ''ہم نے کتاب مقدس توریت میں پڑھا ہے کہ خدا نے ابراہیم علیہ السلام کو اور ان کے فرزندوں کو کتاب حکمت و نبوت بخشی ہے اور انہیں اس ملک کی بادشاہی دی ہے اور انہی کی حکومت رہی ہے۔ آپ کہتے ہیں ہم پیغمبر کی اولاد ہیں ہم آپ کو ضعیف و کمزور دیکھتے ہیں اور دوسروں کو با اختیار اس کی کیا وجہ ہے۔''

برجِ امامت کے چھٹے ستارے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ ''ہمیشہ انبیاء اولیاء اور اوصیائے خدا مظلوم و مقہور رہے ہیں۔ انہیں ناحق قتل کیا گیا ہے اور ظالم بظاہر غالب رہے ہیں۔''

''انبیاء اور ان کی صالح اولاد دنیا میں کسی شخص سے کبھی تعلیم حاصل نہیں کرتے ہیں اور بغیر تعلیم حاصل کیے عالم بن جاتے ہیں۔ انہیں خداوند کریم خود علم دیتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم کے ذریعہ سے خلق خدا کو راہ دکھاتے ہیں، صراط مستقیم پر لاتے ہیں اور معرفت خداوندی کا سبق سکھاتے ہیں۔ کیا آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے علم عطا کیا ہے؟'' اس جماعت کے امیر نے پوچھا۔

امام موسیٰ کاظم فرماتے ہیں۔ ''بابا نے اس سوال کو سن کر مجھ سے کہا۔ ''اے

موسیٰؑ! سامنے آؤ اور پھر میرے سینے پر دست شفقت پھیر کر دعا کی ''خداوند! واسطہ محمد و آل محمدؐ کا تو اپنے اس بندے کے اس فرزند کی نصرت فرما'' اور پھر انہوں نے یہودیوں سے فرمایا۔ ''تم جو کچھ دریافت کرنا چاہتے ہو اس بچے سے پوچھ لو۔''

یہودیوں کی جماعت کے امیر نے ہنس کر کہا۔ ''واہ آپ بھی خوب فرماتے ہیں۔ اتنے چھوٹے بچے سے جس نے ابھی لکھنا پڑھنا بھی نہیں سیکھا ہے ہم اس سے کیا پوچھیں؟''

امام نے اس کی بات سن کر فرمایا۔ ''یہ امامِ وقت کا فرزند ہے اور آنے والے وقت کا امام ہے۔ آپ بطور امتحان ہی صحیح اس سے سوال تو کریں۔''

یہودیوں کے وفد کا امیر بولا۔ ''اگر آپ آنے والے دور کے امام ہیں تو یہ بتائیں کہ وہ نو چیزیں کیا تھیں جن کو اللہ نے جناب موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ قرار دیا؟''

پانچ سالہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے جواب میں کہا، عصا جو اژدھا بنا تھا۔ حضرت موسیٰ کا وہ سفید ہاتھ جسے وہ اپنے آستین میں چھپائے رکھتے تھے اور جب اسے باہر لاتے تھے تو اس سے ہر شے روشن ہو جاتی تھی۔ اسی ہاتھ کو ید بیضاء کہا گیا ہے۔ مینڈک، ٹڈی، جوں، جسے فرعون پر مسلط کیا تھا۔ خون۔ کوہ طور جسے بنی اسرائیل کے سروں پر لٹکا دیا گیا تھا۔ آسمان سے تیرتے ہوئے اترنے والی غذا جسے من سلویٰ کا نام دیا گیا ہے اور نواں معجزہ دریائے نیل کا شگافتہ ہونا۔''

یہودیوں کی جماعت میں سرگوشیاں ہونے لگیں۔ وہ سب حد درجہ مرعوب ہو چکے تھے۔ ان کے امیر نے سوال کیا۔ ''آپ یہ فرمائیں کہ پیغمبر اسلام کا وہ کون سا معجزہ تھا جسے دیکھ کر لوگ ایمان لے آئے۔''

''معجزہ؟ ہمارے جد کے پاس تو معجزات ہی معجزات تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم سے پہلے شیاطین وجن آسمان پر بلا روک ٹوک آتے جاتے تھے اور وہاں کی باتیں زمین پر لوٹ کر سب کو بتاتے تھے۔ ان کی دی ہوئی معلومات کی وجہ سے بہت سارے کاہن، پیش گوئی کرنے والے پیدا ہوگئے۔ لوگ ان کی باتیں آنکھیں بند کر کے سنتے تھے، یقین کرتے تھے لیکن جب ہمارے جد کی بعثت کا آغاز ہوا تو شیاطین واجناء کو آسمان پر جانے کی ممانیت ہوگئی۔ اس کے بعد جب بھی وہ کوشش کرتے شہاب کا گرز انہیں روک دیتا۔ ان کا آنا جانا بند ہوا تو کاہنوں کا علم جھوٹا ثابت ہونے لگا۔ (گویا باطل علم کو شکست ہوئی۔ باطل کی راہ بند کرنا بھی امر نبوت ہے) بچپن سے جوانی تک، بعثت تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت، دیانت اور امانت کی دھوم تھی۔ لوگ آپ کی صداقت و دیانت کے گواہ ہوتے ہوئے بھی اعلان نبوت کر دینے کی وجہ سے دشمن بن گئے تھے۔ ان دشمنوں میں سرفہرست ابوجہل تھا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان کے درپے تھا۔ ایک دن اسے رسول اکرم اکیلے مل گئے۔ آپؐ دیوار کعبہ کے سائے میں آرام فرما تھے۔ اس نے آپؐ کی جان لینے کے لیے ایک بڑا سا پتھر اٹھالیا ابھی وہ چاہتا ہی تھا کہ آپؐ کا سر کچل دے کہ اسے ایسا لگا جیسے اس کا ہاتھ شل ہوگیا ہو پھر اس نے لاکھ کوشش مگر اس سے وہ پتھر سنبھل نہ سکا اور ہاتھ سے چھوٹ کر اس کے پیروں پر گر پڑا۔ خود اس کا اپنا پیر کچل گیا۔''

ایسا ہی ایک عجیب واقعہ قبل ہجرت کا ہے۔ آنحضرتؐ نے علی ابن طالبؑ سے فرمایا کہ جا کر خدیجہ سے کہو کہ وہ کچھ طعام تیار کرے۔ ام المومنین حضرت خدیجہ نے طعام تیار کیا۔ آنحضرتؐ نے اپنے اعزاء کو جن کی تعداد چالیس تھی کھانے کے لیے طلب فرمایا پھر علیؑ سے کہا۔ ان کے واسطے طعام لاؤ۔ امیر المومنینؑ تین آدمیوں کے بقدر کھانا لے آئے اور ان سب سے فرمایا۔ ''بسم اللہ کیجیے۔'' مگر ان لوگوں نے بسم

اللہ نہ کہا تب آنحضرتؐ نے خود بسم اللہ کہہ کر کھانا شروع کر دیا۔ سب نے شکم سیر ہو کر کھایا۔ ابولہب نے اس معجزہ کو دیکھا تو کہا۔ ''تین آدمیوں کے کھانے سے تیس آدمیوں کو سیر کر دیا۔ واقعی محمدؐ سے بڑا کوئی جادوگر نہیں۔''

حضرتؐ نے چند روز بعد پھر ان کو بلوایا اور پھر اتنے ہی طعام سے سب کو سیر کرادیا۔

اسی طرح کا ایک معجزہ جنگ تبوک کے موقع پر نظر آیا۔ جنگ زوروں پر تھی اور پانی ختم ہوگیا۔ لشکر العطش العطش چلانے لگے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ ''تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے؟''

ابو ہریرہ نے کہا۔ ''میرے پاس صراحی میں ایک پیالہ پانی ہے۔'' آپ نے وہ پانی پیالے میں ڈالا اور ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی پھر اپنا ہاتھ اس پیالے میں ڈال دیا۔ اس کے بعد انگشت ہائے مبارک سے اس قدر پانی جاری ہوا کہ سب نے سیر ہو کر پیا اور اپنی اپنی صراحی اور مشکیزوں کو پانی سے بھر لیا پھر خود پیا اور ابو ہریرہ کو ایک پیالہ پانی دے دیا۔ (بحوالہ: غرائب القران از مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی)

ایسے بے شمار واقعات ہیں جو معجزہ کے زمرے میں آتے ہیں۔''

اصطلاح دینی میں معجزہ سے وہ کام مراد ہے جو کسی انسان کامل نے کر دکھایا ہو اور عام انسان اس قسم کے کام سے عاجز رہتے ہوں یعنی کہ معجزات نبی کی نبوت اور ولی کی ولایت کا یقین کرانے کا ایک ثبوت ہے۔

اہل علم کے نزدیک معجزات کے کئی اقسام ہیں۔ ہنگامی معجزات اور دائمی معجزات۔ ان دو سے مزید دو شاخیں نکلتی ہیں حسی معجزے اور عقلی معجزے۔ ان دو سے مزید دو شاخیں نکلتی ہیں۔

ا۔ ہنگامی حسی معجزہ۔۲۔ دائمی حسی معجزہ۔۳۔ ہنگامی حسی معجزہ۔۴۔ دائمی عقلی معجزہ۔ پھران چاروں کوبھی تقسیم سے گزارا گیا ہے۔

ہنگامی حسی معجزہ: حسی معجزہ کی واقعیت حواسہ خمسہ پر ہوتی ہے۔یعنی ظاہرہ غیر معمولی عجائبات کا ادراک انسان آنکھ،ناک، کان،منہ اور جلد کے ذریعہ کرتا ہے۔

ا۔بصری معجزہ: ایسے معجزات جنہیں آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہے۔

۲۔سمعی معجزہ: ایسے معجزات جن کا ادراک سن کر ہو۔

۳۔شامی معجزہ: وہ معجزات جن کا ادراک سونگھ کر ہو۔

۴۔ ذوقی معجزہ: وہ معجزات جن کا تعلق چکھنے سے ہو یعنی زبان کے ذریعہ ادراک ہو۔

۵۔لمسی: ایسے معجزات جنہیں چھو کر محسوس کر کے ادراک کیا جائے۔

ان پانچ اقسام کی مزید تین شاخیں ہیں۔تنزیلی،تمثیلی اور تسخیری۔گویا حسی معجزہ کی کل پندرہ قسمیں ہوتی ہیں۔

تسخیری معجزات کی قسم سمعی کی مثال میں سورۂ انبیاء آیت ۷۹ پیش کی جاسکتی ہے کہ حضرت داؤدؑ کی خوش الحانی معجزہ تھی کہ انسان کے علاوہ شجر حجر، چرند پرند تک ان کی آواز سے محظوظ ہوتے تھے۔سورہ انبیاء آیت ۶ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔''اور داؤد کے ساتھ ہم نے پہاڑوں کو مسخر کر دیا کہ وہ تسبیح پڑھتے اور پرندے بھی اور ہم اس کے کرنے والے ہیں۔''

اسی طرح تسخیری معجزات کی قسم شامی کی مثال میں آنحضرتؐ کے دائیں طرف سے غیبی خوشبو محسوس ہوتی تھی۔

قوتِ شامّہ کا معجزہ قرآن یوں پیش کرتا ہے (سورہ یوسف آیت ۹۳)۔''یہ

میرا کرتہ لے جاؤ اور اسے میرے بابا کے چہرے پر ڈال دو، وہ بینا ہو جائیں گے اور اپنے تمام اہل وعیال کو میرے پاس لے آؤ۔'' باپ اور بیٹے کی محبت کا وہ عظیم درجہ تھا کہ ابھی یوسف کے بھائیوں کا قافلہ پیراہن لے کر مصر سے روانہ ہوا تھا کہ ادھر ''کنعان'' میں حضرت یعقوبؑ نے فرمایا۔(سورہ یوسف آیت ۹۴)''اگر مجھ کو یہ نہ کہو کہ یہ بوڑھا بہک گیا ہے تو مجھے یوسفؑ کی خوشبو آ رہی ہے۔''

حضرت یوسفؑ کا کرتہ کنعان لایا گیا۔حضرت یعقوبؑ نے اسے آنکھوں سے لگایا اور ان کی بینائی لوٹ آئی۔اس معجزہ پر کتنوں نے غور کیا ہے؟ ڈیلی ''ڈان'' کراچی کے 6 جنوری 2005ء کی اشاعت میں ایک خبر آئی ہے۔مصر کے ایک سائنسدان ڈاکٹر عبدالباسط محمد نے ایک دوا بنائی ہے جو''موتیا بند'' کے لیے اکسیر ہے۔اسے یورپ اور امریکا کی لیبارٹریز میں ٹیسٹ کیا گیا۔نہایت باریک بینی سے تجزیہ کیا گیا اور تب رپورٹ دی گئی کہ یہ ننانوے فیصد موثر ترین دوا ہے اور اس کا سائیڈ ایفکٹ بھی نہیں ہے۔

اس دوا کی وجہ ایجاد کے بارے میں ڈاکٹر عبدالباسط محمد بتاتے ہیں کہ ایک صبح میں سورہ یوسف کی تلاوت کر رہا تھا۔اچانک میری توجہ اس سورہ ۸۴ آیت کی طرف مبذول ہوگئی۔اس سورہ میں یہ واقعہ درج ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے فرزند حضرت یوسف کی گمشدگی پر سخت غم زدہ تھے۔ہر وقت روتے تھے۔رونے کی وجہ سے ان کی آنکھوں کو سخت نقصان پہنچا۔حتیٰ کہ وہ سفید پڑ گئیں۔بعد میں جب حضرت یوسف کی قمیص ان کی آنکھوں سے لگائی گئی تو ان کی بینائی واپس آ گئی اور وہ دوبارہ دیکھنے کے قابل ہوگئے۔اس واقعے کو پڑھنے کے بعد میں نے غور کرنا شروع کیا کہ حضرت یوسفؑ کی قمیص میں کیا تھا؟ بہت غور وفکر کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ ان کی

قمیص پر سوائے پسینے اور آنسوؤں کے کچھ نہیں ہوسکتا۔ میں نے اپنی تمام تر توجہ انسانی آنسوؤں اور پسینہ کی ترکیب پر جمادی۔ اس کے بعد میں نے لیبارٹری میں تجربات کرنا شروع کردیے۔ اس سلسلے میں' میں نے اپنے ڈھائی سو مریضوں پر دو ہفتے کے لیے دن میں دو مرتبہ اس دوا کو استعمال کرنے کا تجربہ کیا۔ اس تجربے میں' میں نے ننانوے فیصد کامیابی حاصلی کی اور اپنے آپ سے کہا۔ ''یہ صرف اور صرف قرآن پاک کا معجزہ ہے۔'' یورپ اور امریکا کے علاوہ دنیا کے کئی دیگر ممالک میں یہ دوا ''قرانیک میڈیسن'' کے نام سے دستیاب ہے۔

کاش ہم بھی قرآن پر غور وفکر کرتے رہتے تو شاید بے شمار فوائد کے ہم بھی حق دار ہوتے۔

تسخیری معجزات کی قسم ذوقی کی مثال میں سورہ بقرہ آیت ۵۷ پیش کی جاسکتی ہے کہ بنی اسرائیل کے لیے من وسلویٰ اترتا تھا۔

تسخیری معجزات میں قسم لمسی کی مثال میں سورہ بقرہ کی آیت ۵۷ ہی پیش کی جاسکتی ہے کہ بنی اسرائیل پر ابر کا سایہ ہوتا تھا۔ سایہ کا اثر جلد پر محسوس ہوتا ہے۔ اس لیے اس معجزے کو لمسی کہا جاسکتا ہے۔

تنزیلی معجزات کی قسم بصری میں سورہ بقرہ کی آیت ۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶ کو بطور مثال پیش کیا جاسکتا ہے کہ نافرمان ماہی گیروں کا بندر بن جانا۔

تنزیلی معجزات کی قسم لمسی کی مثال میں سورہ شمس کی آیت ۱۳-۱۴ کو پیش کیا جاسکتا ہے کہ چند شریر لوگوں نے حضرت صالح کی اللہ سے طالب کردہ اونٹنی کے پیر کاٹ ڈالے۔ معجزاتی طور پر برآمد چیز ٹھوس تھی تبھی تو اس کے پیر کاٹے گئے اور ٹھوس چیز کا ادراک لمس سے ہے۔

تنزیلی معجزات کی قسم ذوقی کی مثال میں سورہ مائدہ کی آیت ۱۱۱ تا ۱۱۵ پیش کی جاسکتی ہے کہ حضرت عیسیٰ کے حواریوں کے لیے آسمان سے دسترخوان آیا۔ حواریوں نے غیبی کھانا کھایا۔

تنزیلی معجزات کی قسم شامی کی مثال میں سورہ قمر آیت ۱۰ تا ۲۰ پیش کیا جاسکتا ہے کہ قوم عاد نے عذاب کی بوسونگھی یعنی جب زور کا جھکڑ چلا تو اس میں بو بھی تھی۔

تنزیلی معجزات کی قسم سمعی کی مثال میں سورہ مریم آیت ۱۷ تا ۲۱ پیش کیا جاسکتا ہے کہ حضرت مریم بنت عمران نے روح القدس کی آواز سنی۔

تنزیلی معجزات کی قسم بصری کی مثال میں سورہ ذاریات ۲۳ تا ۲۷ پیش کیا جاسکتا ہے کہ حضرت ابراہیم کے گھر فرشتے آئے اور حضرت ابراہیم نے گھی میں تلے ہوئے بچھڑے کھانے کے لیے پیش کیے مگر انہوں نے کھانے سے انکار کیا کیوں کہ فرشتوں کو کھانے کی حاجت نہیں ہوتی۔ فرشتے سب کو نظر آئے اس لیے اسے بصری کہا جائے گا۔

تمثیلی معجزات کی قسم سمعی میں بطور مثال سورہ مریم آیت ۲۸ تا ۳۰ پیش کیا جاسکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے پیدا ہوتے ہی لوگوں سے باتیں کرنا شروع کردیا۔

تمثیلی معجزات کی قسم شامی میں بطور مثال سورہ یوسف کی آیت ۹۵ پیش کیا جاسکتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بہت دور سے حضرت یوسف کے جسم اطہر کی بو محسوس کرلی۔

تمثیلی معجزات کی قسم ذوقی کی مثال میں سورہ انفال آیت ۱۳۳ پیش کیا جاسکتا ہے۔ آیت مذکور میں بتایا گیا ہے کہ فرعون اور اس کی قوم کے لیے پانی خون بن گیا۔

تمثیلی معجزات کی قسم لمسی کی مثال سورہ قصص آیت ۸۱ پیش کیا جاسکتا ہے کہ

قارون زمین میں دھنس گیا۔(دھنسنے کا احساس جلد سے ہوتا ہے)

تمثیلی معجزات کی قسم بصری کی مثال سورہ انبیا آیت ۷۸ سے پیش کی جاسکتی ہے کہ حضرت سلیمان کی بادشاہت لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی۔اسی بادشاہت کو جس کے تابع جنات، ہوا اور پرندے بھی تھے۔

قرآن پاک میں بے شمار معجزاتی واقعات کا ذکر ہے مگر یہاں بطور مثال صرف ایک ایک واقعہ درج کیا گیا ہے۔

حسی آزمائشی چیزوں کو معجزات صرف اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ غیر معمولی طور پر ظاہر ہوئی تھیں بلکہ اس لیے بھی کہ اس کے ظاہر ہونے میں تاویل یعنی حکمت تھی اور وہ حکمت اب بھی باقی ہے۔

دائمی حسی معجزہ: ان معجزات کو کہتے ہیں کہ جو کسی پیغمبر کے اس دنیا سے کوچ کر جانے کے بعد بھی اپنی اصلی شان وشوکت وجلال کے ساتھ انسانی حواس کے سامنے ہمیشہ موجود وحاضر پایا جاسکے اور اس کی خصوصیات میں ذرہ بھر بھی کمی واقع نہ ہونے پائے۔

آنحصرتؐ کے معجزات میں سے دو معجزے رہتی دنیا تک رہیں گے۔ایک قرآن کریم اور دوسرا قرآن ناطق۔

معجزات کی سائنسی دلیل

جیسا کہ ابتدا میں لکھ چکا ہوں کہ عقل کو عاجز کر دینے والی بات ہی معجزہ ہے۔مگر یاد رکھیں معجزہ بے سروپا باتوں کا نام نہیں ہے۔معجزے کی تاویل ہوتی ہے۔جو بات آج عقل کو عاجز کر رہی ہے وہ بات کل بھی سمجھ میں نہیں آئے گی ایسا ممکن نہیں۔بہت سی باتیں جو گزرے کل میں سمجھ نہیں آئی تھی مگر آج وہ بات چھوٹا سا بچہ بھی سمجھ جاتا

ہے۔

برٹن رسل کہتا ہے۔''انسان اگر اپنی ایک انگلی کو حرکت دیتا ہے تو اس کا بھی اثر کائنات کی وسعتوں میں ظاہر ہوتا ہے۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کفار قریش کا ایک گروہ آیا جس کی ابوجہل قیادت کررہا تھا۔اس نے آپؐ سے نبوت کی دلیل طلب کی۔آنخضرتؐ نے جھک کر زمین سے چھوٹے چھوٹے پتھر اٹھا کر ہتھیلی پر رکھ لیے وہ پتھر کلمہ شہادت پڑھنے لگے۔ابوجہل نے کہا۔سامنے والے درخت کو قریب بلائیں۔وہ آکر کلمہ شہادت پڑھے تو مانوں گا۔حضور اکرم نے پیڑ کو حکم دیا وہ زمین کو چیرتا ہوا آگے آیا اور شہادت دی۔

گزشتہ دنوں ''ڈسکوری'' چینل پر ایک تجربہ دکھایا جارہا تھا۔سائنس دان ایک پیڑ پر تجربہ کررہے تھے۔پیڑ کے نچلے حصوں پر انجکشن کے ذریعہ کسی قسم کی دوا انجکٹ کررہے تھے۔جیسے ہی وہ دوا اثر کرتی جڑیں اچھلنے لگتیں، مٹی سے بلند ہوجاتیں۔ایسا بھی تو ہوسکتا ہے کہ ادھر رسولؐ نے پیڑ کو حکم دیا ہو اور ادھر خالق کائنات نے ''اس خاص کیمیکل کو حکم دیا ہو کہ پیڑ کی جڑوں میں داخل ہوجاؤ اس کیمیکل کے داخل ہوتے ہی پیڑ کی جڑوں نے حرکت کرنا شروع کر دیا ہو۔''

کفار کے دلوں پر تو تالے لگے ہوئے تھے وہ پیڑ کے چلنے ایسی ٹھوس شہادت کو بھی نہ مانے۔بولے یہ تو جادو ہے۔رات کے وقت پھر وہ لوگ آئے اور فرمائش کی، چاند کو درمیان سے دو ٹکڑے کر دیں۔حضورؐ نے انگلی اٹھائی۔چاند دو حصوں میں ٹکڑے ہوگیا۔(سورہ قمر آیت ا''وقت نزدیک آپہنچا اور چاند شق ہوگیا'')ابوجہل نے اس معجزے کو بھی ٹھکرا دیا کہ یہ تو جادو ہے۔(سورہ قمر آیت ۲۔''جب یہ لوگ کوئی معجزہ

دیکھتے ہیں تو اسے نظر انداز کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جادو ہے جس کا سلسلہ چل رہا ہے۔‘‘)

رسول خدا زمین پر تھے اور چاند آسمان پر۔ کیا ایسا ممکن ہے؟

۲۷ اگست ۱۹۶۹ء کے پاکستان ٹائمز لاہور میں خلائی جہاز سے لی گئی چاند کی ایک تصویر شائع ہوئی۔ (یہی تصویر انٹرنیٹ پر ناسا کی سائیٹ پر اب بھی دیکھی جا سکتی ہے) اس تصویر میں ایک ایسی لمبی دراڑ نظر آ رہی ہے جو پورے چاند پر محیط ہے۔

انسان کی جتنی بھی ایجادات ہیں وہ سب کی سب قدرت کی نقالی ہیں اور یہ ثمر غور و فکر کا۔ حدیث رسولؐ ہے۔ ’’ایک گھنٹہ حقائق کائنات میں غور و فکر کرنا ستر سال کی عبادت سے افضل ہے۔‘‘

ایک اور حدیث مروی ہے۔ حضرت عائشہ نے پیغمبر اکرمؐ سے دریافت کیا کہ لوگ دنیا میں کس بنا پر صاحب فضیلت ٹھہرتے ہیں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ’’عقل سے۔‘‘ عرض کیا گیا۔ ’’اور آخرت میں کس بنا پر صاحب فضیلت ہوگا۔‘‘ فرمایا۔ ’’عقل سے۔‘‘ عرض کیا گیا کہ کیا وہ اپنے اعمال کے مطابق خبر نہیں دیے جائیں گے؟ فرمایا۔ ’’ہر چیز کے لیے ایک آلہ و میزان ہے اور مومن کا آلہ و میزان عقل ہے اور ہر چیز کے لیے سواری ہے اور مومن کی سواری عقل ہے اور ہر شے کے لیے ایک ستون ہے اور دین کا ستون عقل ہے اور ہر قوم کا ایک داعی ہے اور عابدوں کا داعی عقل ہے اور ہر تاجر کی ایک متاع ہے اور مجتہدین کی متاع عقل ہے اور ہر خرابے کے لیے ایک تعمیر ہے اور آخرت کی تعمیر عقل ہے اور ہر آدمی اپنے پیچھے کوئی یادگار چھوڑتا ہے جس سے اسے یاد کیا جاتا ہے اور صدیقین کی یادگار کہ جس سے ان کو یاد کیا جاتا ہے عقل ہے اور ہر سفر کے لیے ایک زاد ہے اور مومنین کا زاد عقل ہے۔ اس عقل کا

دامن تھامے رکھنا ضروری ہے۔ (احیاء العلوم، غزالی)

جس نے بھی غور کیا اس نے ترقی کا معراج پالیا۔ سورہ یوسف آیت ۱۰۵ میں ارشاد رب العزت ہے۔ ’’اور آسمان و زمین میں (خدا کی) کتنی نشانیاں ہیں کہ جن سے وہ منہ پھیر کر گزر جاتے ہیں۔‘‘

ہم ایسی نشانیاں دیکھتے ہیں مگر اس پر غور نہیں کرتے ہیں۔

اگر اسی وقت غور کر لیا جائے تو شاید اسی وقت ’’نشانیاں‘‘ سمجھ میں آ جائیں کیوں کہ اس میں کلام نہیں کہ ہر معجزہ کی عقلی دلیل بھی ہوتی ہے جو بھلے ہی اس وقت سمجھ میں نہ آئے مگر بعد میں آتی چلی جاتی ہے۔ بنی اسرائیل کی آیت ۱۳ میں ارشاد رب اعلیٰ ہے۔ ’’ہم نے ہر آدمی کا نامہ اعمال اس کے گلے کا ہار بنا دیا ہے اور قیامت کے روز ہم اسے نکال کر اس کے سامنے رکھ دیں گے کہ وہ ایک کھلی ہوئی کتاب اسے اپنے سامنے پائے گا۔‘‘

حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں۔ ’’جب وہ اژدہا مر گیا معبوث نبیؐ کے بعد جو حلالی کی پہچان کراتا تھا تو حلالی کی پہچان ذکر علیؑ سے ہونے لگی۔‘‘ (امیر المومنین از ذاکر حسین صفحہ ۱۰۷)

ہدایۃ السعد میں قاضی شہاب الدین عمر ملک العماء دولت آبادی صفحہ نمبر ۱۷۳ پر تحریر کرتے ہیں۔ ’’حضرت علی ابن ابی طالبؑ کی ولادت سے پہلے جو بچہ مکہ معظمہ میں پیدا ہوتا تھا۔ تیسرے دن اس بچے کو خانہ کعبہ کے اندر لاتے تھے اور وہاں ایک مقام پر رکھ دیتے تھے جسے ’’مہک‘‘ نامی سانپ سونگھتا تھا اگر بچہ حلالی ہوتا تو بدستور تندرست رہتا۔ والدین اس بچے کو اٹھا کر لے جاتے اور خوشی میں ایک جلسہ منعقد کرتے اگر چہ حلالی نہ ہوتا تو وہ سانپ خانہ کعبہ کی دیوار سے نکل کر بچے پر جھاگ ڈالتا جس سے وہ

بچہ بے ہوش ہو جاتا۔عوام کو معلوم ہو جاتا کہ فلاں بچہ حلالی نہیں ہے۔

جب حضرت علی کعبہ میں پیدا ہوئے تو حسب معمول ''مہک'' آیا۔ چاہا کہ حضرت علی کو سونگھیں تو حیدر کرار نے سانپ کو پکڑ لیا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔

اہل مکہ رونے چلانے لگے کہ ابو طالب کے بیٹے نے ''مہک'' کو مار دیا اب حلالی کی پہچان کیسے ہوگی۔ رسالتمابؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے اہل مکہ غمگین نہ ہو خدا عزوجل نے دنیا کی کسوٹی (مہک) اب علی کو بنایا ہے۔ جو شخص علی کو دوست رکھے وہ حلال زادہ ہے۔(بحولہ معجزات علی از محمد وصی خان)

جنگ میں جب علی کی تلوار چلتی تھی تو اس طرح کہ سر اڑانے سے پہلے علی تجزیہ کر لیتے تھے کہ آیا اس کے صلب میں کوئی اہل ایمان تو نہیں اگر ایمان کی رمق نظر آتی تھی تو علیؑ بخش دیتے تھے۔(سوانح امیر المومنین از ذاکر حسین)

اس دور کے لوگوں کے لیے یہ ایک عجیب واقعہ ہوگا۔مگر آج کے لوگوں کے لیے نہیں چودہ سو سال بعد اب جا کر سائنس دانوں نے اندازہ لگایا ہے کہ خلیہ جو زندگی ہے اور ہر جاندار کی تخلیق میں اس کا اہم کردار ہوتا ہے۔ ہر جاندار کے نقطہ آغاز سے آخری سانس تک اس کا کردار جاری و ساری رہتا ہے۔حمل قرار پاتے ہی اس کی ڈیوٹی شروع ہو جاتی ہے کہ جسمانی ساخت' صحت' آنکھوں اور جلد کا رنگ' ماں باپ دادا دادی نانا نانی کی طرف سے ملنے والی خصوصیات۔جسم کو تا حیات زندہ و برقرار رکھنے کے بارے میں تفصیلات' منصوبے' پلان' کون سا میٹریل کب کہاں کس طرح استعمال ہوگا۔ یہ سب تفصیلات خلیے کے اس ماسٹر پلان میں موجود ہوتا ہے جسے ڈی این اے کہتے ہیں۔

ڈی این اے میں درج کروڑہا تفصیلات کسی دنیاوی زبان میں تحریر نہیں ہوتیں صرف پانچ کیمیائی حرف استعمال ہوتے ہیں۔ان جنیاتی حرف تہجی کے نام ہیں۔نمبر۱۔A ایڈی نائن Adenine نمبر۲۔T تھائی مائن Thymine۔نمبر۳۔G گیونائن Guanine نمبر۴-C سائٹوسائن Cytosine نمبر۵۔I ان ٹرونز Introns۔اس میں ان ٹرونز کا کام زیادہ اہم ہے یہ چیک اینڈ بیلنس کے نظام کا حصہ ہے جو اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ جینز کی منتقلی کے عمل میں کوئی خرابی پیدا نہ ہو اور جینز بالکل درست انداز سے ہو بہو دوسرے خلیے میں منتقل ہو سکیں۔

ہر خلیہ میں موجود تحریر اس کا نامہ اعمال ہی تو ہے کہ اس نے زندگی کے کس حصے میں کیا کیا ہے کیا کرنا ہے۔حضرت علیؑ مظہر العجائب' ہو سکتا ہے حضرت علیؑ کی نگاہیں D.N.A کو پڑھ لیتی ہوں۔پنجتنؑ میں شخصیت پانچ' کیمیائی حروف کی تعداد پانچ۔ چیک اینڈ بیلنس علیؑ کی شخصیت بھی تو ہے۔

جیسا کہ ابتدا میں لکھ چکا ہوں کہ عقل کو عاجز کر دینے والی بات ہی معجزہ ہے لیکن یہ بھی سچ ہے کہ جو بات آج عقل کو عاجز کر رہی ہے وہ بات کل بھی عقل میں سما نہیں پائے گی ایسا ناممکن ہے۔کل تک جتنی باتیں خواب تھیں آج وہی باتیں حقیقت ہیں۔معصومینؑ کے جتنے بھی معجزات ہیں اس پر غور کیا جائے تو اس کی توجیہ یقیناً ملے گی۔اس دور کے لوگوں کو بھلے ہی وہ بات عجیب لگ رہی ہو مگر آج کے تناظر میں وہ باتیں عجیب نہیں لگیں گی۔مثلاً امیر المومنین اپنے صحابی کمیل ابن زیاد سے کہتے ہیں۔ ''اے کمیلؓ! میں اگر چاہوں تو اس آبشار سے اتنا برق پیدا کردوں کہ پورا علاقہ منور ہو جائے۔''

اس وقت کے لوگوں کے لیے یہ اچنبھے کی بات تھی کہ آب اور برق دو متضاد

چیزیں ہیں۔مگر آج کے ایک بچے سے بھی پوچھیں تو وہ اس کلیہ پر یقین کرلے گا کہے گا کہ بیشک یہی سچ ہے۔آبشار سے بجلی پیدا کی جاسکتی ہے۔

مولائے کائنات نے یہ بات وقت سے پہلے کہی اس لیے اسے معجزہ کہا جاسکتا ہے۔قرآن پیغمبر اکرمؐ کی صداقت کی دلیل اور آپؐ کی نبوت کا زندہ معجزہ ہے تو علیؑ برہان نبوت اور معجزہ رسول اکرمؐ ہیں۔نہ قرآن کی کوئی مثل ہوسکتی ہے اور نہ علیؑ کی کوئی نظیر۔دونوں اعجازی لحاظ سے بے مثل و بے نظیر ہیں۔شیخ شہاب الدین ''مسطرف'' صفحہ ۱۲۱ میں مرقوم ہیں۔امیر المومنین علی ابن ابی طالب اللہ کی آیتوں میں سے ایک آیت اور رسول اللہ کے معجزوں میں سے ایک معجزہ ہیں۔

مولائے کائنات سے سوال ہوا۔''سورج کا قطر کتنا ہے؟'' مولا نے فرمایا۔ ''**تسعمائته فرسخ فی تسعمائته فرسخ** یعنی نوسو ضرب نوسو فرسخ (بحوالہ علل الشرائع صفحہ ۱۹۷)

۹۰۰ کو ۹۰۰ سے ضرب دیں تو حاصل ضرب ۸۱۰۰۰۰ فرسخ ہوں گے۔ایک فرسخ تین میل کے برابر ہوتا ہے لہٰذا کل ۲۴۳۰۰۰۰ میل ہوں گے اور موجودہ تحقیق یہ ہے کہ سورج کا محیط ۲۷۸۴۵۰۰ میل ہے۔یاد رہے کہ شرعی میل موجودہ میل سے ۲۴۰ گز بڑا ہوتا ہے لہٰذا اس محیط میں جب یہ اضافی گز بڑھا دیجائے گی تو موجودہ تحقیق اور امیر المومنینؑ کے بیان کردہ محیط میں تھوڑا سا ہی فرق رہے گا جو قابل اعتنا نہیں ہے کیوں کہ سائنسدانوں کا تو صرف اندازہ ہے۔آیندہ جب مزید ترقی یافتہ آلات ایجاد ہوجائیں گے تب کہیں جا کر سائنس دان حتمی اندازہ قائم کریں گے۔

اسی طرح جب حضرت علیہ السلام سے چاند کا محیط دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا **اربعون فرسخافی اربعین فرسخا** (بحوالہ تفسیر قمی صفحہ نمبر ۳۷۹)

۴۰ فرسخ کو ۴۰ سے ضرب دیں تو حاصل ضرب ۱۶۰۰ فرسخ ہوں گے۔ایک فرسخ برابر ۳ میل اس طرح ۴۸۰۰ میل ہوئے۔موجودہ نظریہ یہ ہے کہ چاند کا محیط ۶۰۰۰ میل ہے مگر شرعی اور جدید میل کا فرق جو اوپر بیان کیا ہے اس حساب سے قریب قریب وہی محیط ہوگا جو حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے یہ پیمائش اس وقت بتائی تھی جب لوگ چاند کو سورج سے بڑا سمجھتے تھے۔کیوں کہ سورج زمین سے نو کروڑ تیس لاکھ میل کے فاصلے پر ہے اس لیے چھوٹا نظر آتا ہے۔جب کہ چاند دو لاکھ چالیس ہزار میل کی دوری پر ہے اس لیے چھوٹا ہوتے ہوئے بھی بڑا نظر آتا ہے۔اس مغالطے کو حضرتؑ نے اس دور میں توڑا جب نہ تو دوربین تھی اور نہ کوئی ایسا ترقی یافتہ آلہ۔بغیر تجربات کے ایسا حتمی جواب دینا بھی معجزہ ہے۔انسان کی عقل کو عاجز کردینا ہے۔

شرح خلاصۃ الحساب میں ملا عصمت اللہ سہارنپوری تحریر فرماتے ہیں۔''**کان علی فارها فی علم الحساب غاية الفراهته ولذا قيل انه كان معجزه من معجزاه نبوة نبينا** یعنی علیؑ علم حساب میں انتہائی درجہ تک مہارت رکھتے تھے اسی لیے کہا گیا ہے کہ وہ ہمارے نبی کی نبوت کے معجزات سے ایک معجزہ تھے۔

میڈیکل سائنس نے مسلسل تجربات' کئی صدی کی تحقیق کے بعد جن اعضائے جسمانی کے افعال کا پتا لگایا ہے اسے حضرت علیہ السلام نے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے ہی بتا دیا تھا۔''عقد الفرید'' میں امیر المومنین کا قول مرقوم ہے۔'**العقل فی الدماغ والضحک فی الکبد و الرفته فی الطحال والصوت فی الرئته** یعنی عقل کا تعلق دماغ سے' ہنسی کا جگر سے نرمی و رفعت کا تلی سے اور آواز کا پھیپھڑے سے ہے۔

امیرالمومنین فرماتے ہیں۔**اتزعم اتک جرم صغیر و فیک الظوی العالم الاکبر** یعنی کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ تو ایک چھوٹا سا جسم ہے حالانکہ تیرے اندر ایک بڑا عالم سمو دیا گیا ہے۔(بحوالہ: سیرت امیرالمومنین از مفتی جعفر حسین)

میڈیکل سائنس نے اب جا کر پتا لگایا ہے کہ انسانی جسم بھی ایک عالم ہے جس میں کھربوں مخلوق سانس لیتی ہے اس مخلوق کو خلیہ کہتے ہیں۔ایک انسانی جسم میں تقریباً سترٹریلین خلیے ہوتے ہیں۔آپؑ فرماتے ہیں۔''**وانت الکتب المبین الذی باحرفہ یظھر مضمر** یعنی تو وہ روشن کتاب ہے جس میں حرفوں میں چھپی ہوئی معلومات ہیں۔(بحولہ: سیرت امیرالمومنین)

میڈیکل سائنس نے مسلسل تجربات و مشاہدات کے بعد پتا لگایا ہے کہ خلیہ میں DNA ہے اور DNA میں پوری معلومات درج ہے۔بغیر تجربات کے یہ سب کچھ بتا دینا بھی معجزہ ہے۔

اسی طرح امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا۔

''انسان مٹی سے بنا ہے اس لیے کہ جو کچھ مٹی میں ہے وہ انسانی جسم میں بھی ہے اور اس کا تناسب ہے کہ چار حصے زیادہ مقدار میں ہیں اور آٹھ حصے ان سے کم مقدار میں اور پھر دوسرے آٹھ حصے پہلے آٹھ حصوں کی نسبت نہایت ہی کم مقدار میں ہیں۔''

(بحوالہ: سپر برین آف اسلام)

فرنچ زبان میں شائع ہونے والی کتاب ''سپر برین ان اسلام'' میں محقق لکھتا ہے۔(اردو ترجمہ، صفحہ ۲۳۴)''امام جعفر صادقؑ نے فرمایا۔''ہوا ایک بڑا عنصر نہیں بلکہ یہ چند عنصر پر مشتمل ہے اور ان میں سے ایک عنصر ایسا ہے جس کی وجہ سے اشیا جلتی ہے اور یہ عنصر چیزوں کو آلودہ بھی کرتا ہے تو لامحالہ اس مورخ کے ذہن میں یہ سوال ابھرتا

ہے کہ آپ نے کس طرح اس بات کو درک کر لیا تھا۔جعفر صادقؑ کا معجزہ یہ نہ تھا کہ آپ نے پہاڑ کو حرکت دی بلکہ آپ کا اعجاز یہ ہے کہ آپ نے ساڑھے بارہ سو سال پہلے ہوا میں آکسیجن دریافت کر لی تھی اور یہ بھی معلوم کر لیا تھا کہ پانی میں ایسی چیز ہے جو جلتی ہے اور اسی وجہ سے فرمایا کہ پانی آگ میں تبدیل ہو سکتا ہے۔جن لوگوں کا کہنا ہے کہ ایک پیغمبر کا سب سے بہترین اعجاز اس کا کلام ہے ان کی یہ بات بے بنیاد نہیں ہے چونکہ آج ہم تاریخ میں پڑھتے ہیں کہ جعفر صادقؑ نے کوہ صفا کو حرکت دی اور کوہ صفا آپ کے نزدیک آیا اور پھر دور ہو گیا۔ہم اس روایت پر یقین نہیں بھی کر سکتے ہیں کہ جعفر صادقؑ نے یہ معجزہ کیا ہو گا لیکن جب ہم سنتے ہیں کہ آپ نے دوسری صدی ہجری کے پہلے پچاس سالوں کے دوران آکسیجن اور ہائیڈروجن کی (پانی میں) موجودگی کا پتا چلا لیا تھا تو ہم دلی طور پر اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ یہ اعجاز ہے۔''

امام علیہ السلام نے یہ فارمولا اس وقت بتایا تھا جب تجزیہ کرنے کی کوئی لیبارٹری نہیں تھی مگر آج جب سائنس نے ترقی کے مدارج طے کر لیے ہیں۔ہر چیز کا تجزیہ تحلیل ممکن ہے۔تب سائنس بتا رہا ہے کہ انسانی جسم میں جو آٹھ حصے بہت کم مقدار میں ہیں وہ یہ عناصر ہیں۔''مولیڈن' سیلینیوم' فلورین' کوبالٹ' میگانز' تانبا' آیوڈین اور زنک۔وہ آٹھ عناصر جو انسانی بدن میں پہلے آٹھ عناصر کی نسبت زیادہ پائے جاتے ہیں وہ یہ ہیں۔''میگنیشیم' سوڈیم' پوٹاشیم' کیلشیم' فاسفورس' کلورین' سلفر اور لوہا۔''

وہ چار عناصر جو انسانی بدن میں زیادہ مقدار میں پائے جاتے ہیں۔''وہ آکسیجن' کاربن ہائیڈروجن اور نائٹروجن ہیں۔''

انسانی جسم کے اجزا کی اتنی صحیح تشریح کرنا بغیر کسی لیبارٹری ٹیسٹ کے' یہ بھی تو

معجزہ ہے۔

سائنسدانوں نے عمر کا اچھا خاصہ حصہ تجربات میں گزار کر یہ بات بتائی اور مولائے کائنات نے فوراً کیوں کہ وہ مدینۃ العلم کے نائب ہیں۔ باب العلم ہیں۔ اس کائنات کو خلق کرنے والے نے کائنات کا علم رسولؐ کو بتایا۔ جو بات رسول کو پتا ہو اس کی خبر حضرت علیؑ کو کیوں نہ ہو کہ دونوں ایک ہی نور کے دو ٹکڑے ہیں اور حضرت علیؑ کے علم کی جگمگاہٹ کے لیے خدا نے مزید گیارہ منارۂ نور دنیا والوں کو عطا کیے۔

رسولؐ اور آل رسولؐ کی نظروں سے ایسی کون سی بات ہے جو چھپی ہے۔ وہی بات جب وہ بتا دیں تو لوگوں کی عقل عاجز رہ جائے۔ ساڑھے چودہ سو سال قبل قرآن حکیم دنیا والوں کے سامنے آیا۔ اسی کتاب الٰہی میں کہا گیا۔ ''ہم نے سورج کو درجہ حرارت رکھنے والا چراغ بنایا۔ (سورہ بناء آیت ۱۳)

اس آیت پر غور کریں، کیا چراغ اپنے اندرونی ایندھن سے روشن نہیں ہوتا؟ اس طرح سورج بھی تو اپنے اندرونی ایندھن سے روشن ہے۔ سورج ایک سیکنڈ میں دس لاکھ ٹن ہائیڈروجن گیس جلاتا ہے گویا سورج صرف ایک سیکنڈ میں اتنی توانائی پیدا کر دیتا ہے کہ امریکا جیسا ملک جو بجلی کے استعمال میں سب سے زیادہ ہے اس کی ضرورت کو کئی میلین سال تک پوری کر سکتا ہے۔''

سورج کی زمین سے دوری۔ اس اجزائے ترکیبی بغیر کسی تجربہ کے، مولائے کائنات بتا رہے ہیں (تفصیل کے لیے ملاحظہ کریں سیرت امیر المومنین از مفتی جعفر حسین)

جس راز تک پہنچنے کے لیے انسانی عقل ہزار ہا قسم کے آلات کا سہارا لے۔ صدیوں تک تجربات کی بھٹی میں ذہن کو جلاتا رہے اور تب اسے کسی بات کا اندازہ ہو

جب کہ انبیاء و مرسلین اس بات کو لمحوں میں بتا دیں تو یہ بھی معجزہ ہے۔

قابل فخر بات یہ ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں سے تقریباً تمام کے تمام انبیاء کے معجزات ان کی جسمانی حیات کے ساتھ ختم ہو گئے مگر ہمارے نبیؐ فخر کائنات حضرت محمد حبیب خدا ختم انبیاء کے دو عظیم معجزات اب تک باقی ہیں اور قیامت تک باقی رہیں گے اس لیے اسے ہم دائمی حسی و عقلی معجزات کہیں گے۔

اس دائمی دائمی حسیء معجزہ کی حضور اکرمؐ نے زور دے کر پہچان کرائی ہے۔ آپؐ کا ارشاد ہے۔ ''میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔'' یہی دونوں چیزیں معجزہ ہیں۔

قرآن کی معجز نمائی کا ہلکا سا اشارہ دے چکا ہوں۔ دوسرا معجزہ اہل بیت رسول ہیں۔ ان دونوں کی گہری وابستگی ہے۔ دونوں کو الگ رکھا ہے نہیں جا سکتا ہے۔ قرآن کی معجز نمائی کا ذکر آئے گا تو خود بخود امام زمانؑ کے دائمی ظہور، ان کی قرآن سے وابستگی کی دلیل بھی چشم بصیرت کے سامنے آ جائے گی اسی طرح جب امامؑ کا ذکر شروع ہوگا تو کتاب خدا کی معجز نمائی سامنے آ جائے گی۔

اس میں شاید ہی کسی کو شک ہو کہ قرآن پاک عقل انسانی کی رسائی سے برتر کلام ہے اور اس کو سمجھانے والا بھی برتر عقل کا حامل ہونا ضروری ہے کیوں کہ بغیر سمجھانے والے کے کب کوئی سطر سمجھ میں آتی ہے۔ میں اگر آپ کے نام ایک سطر لکھوں۔ ''آپ لاہور جائیں گے۔'' اس جملے کو آپ سمجھنے کے لیے کسی کے پاس لے جائیں تو وہ پڑھ کر کہے گا کہ آپ سے سوال ہے کہ کیا آپ لاہور جائیں گے؟ کسی دوسرے کو دکھائیں گے تو وہ کہے گا نہیں یہ حکم ہے کہ آپ کو لاہور جانا ہے۔ تیسرا اسی جملے کو پڑھ کر کہے گا کہ نہیں یہ طنز ہے کہ آپ اور لاہور جائیں گے؟

ایک جملہ تین پڑھنے والوں نے تین الگ الگ معنی بتا دیے۔ اصل معنی کون بتائے گا؟ وہ جسے لکھنے والے نے بتایا ہو کہ یہ جملہ کس وجہ سے لکھا گیا ہے۔

جب دنیاوی جملے کو لوگ سمجھ نہیں سکتے تو پھر مالک کل کے کلام کو کیسے سمجھ لیں گے۔ کتاب کافی ہے کہنے والے خود کو دھوکا ہی دیں گے۔ اسی لیے تو رسول اللہ نے کہا ہے کہ میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔'' اور اس کی تصدیق کی ہے۔

''**علی مع القران والقران مع علی لایفترقان (ولن یفترقا) حتی یرد علی الحوض** (تاریخ خلفہ ص۱۱۲/ مطبوعہ دمشق۔ صواعقہ محرقہ ص ۷۴ مطبوعہ مصر۔ ینا بیع المودہ ص۱۹۰ استنبول۔ معجزات علی مرتبہ محمد وصی خان مطبوعہ کراچی)

یا پھر اس حدیث کی روشنی میں پرکھیں۔''**ان علیا کان معجزہ من معجزات رسول اللہ** (بے شک علیؑ رسول اللہ کے معجزات میں سے ایک معجزہ تھے۔ طبقات علامہ تغوی فی ترجمہ سیرت امیر المومنین از بسمل ۱۳۲ بحوالہ معجزات علیؑ صفحہ ۴۸)

علیؑ، رسول اکرم کے معجزہ تھے اس میں شاید ہی کسی راسخ العقیدہ مسلمان کو شک ہو۔ پوری دنیا میں گھوم جائیں اور ایسا ایک بھی مسلمان لے آئیں جو یہ کہہ دے کہ جنگ خیبر کے فاتح علیؑ نہ تھے۔ باب خیبر کو علیؑ نے نہیں اکھاڑا تھا؟

علیؑ کی معجزنمائی کے لیے فقط یہی ایک جنگ کافی ہے۔ جنات کے لشکر کو بیر العلم کی جنگ میں شکست دینا ہم بھلا دیں۔ گھورے میں اژدھے کو دو ٹکڑے کر دینے کے عمل کو بھی ہم بھلا دیں۔ حالت رکوع میں انگشتری کے دینے کی بات بھی ہم بھلا دیں۔ بربر پہاڑی کو الٹ دینے کا واقعہ بھی ہم چھوڑ دیں۔ مختلف مرحلوں پر حضرت عمر کی الجھنوں کو دور کرنے کے واقعات بھی ہم بھلا دیں اور سینکڑوں معجزاتی

واقعے کو پس پشت ڈال دیں اور صرف جنگ خیبر کے واقعات کو بطور ثبوت پیش کریں تو بھی علیؑ کو معجزنما ہی کہیں گے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی انگلیوں میں یہ معجزہ تھا کہ وہ فولاد میں پیوست ہو جاتی تھیں تو کیا علیؑ کی انگلیاں درخیبر میں، فولاد کے اس در میں جو اتنا دبیز تھا کہ ڈھائی ہاتھ کی موٹائی لکھی گئی ہے، اس در میں پیوست نہیں ہوئی تھیں؟ حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی میں اپنی امت کو بٹھا کر سیلاب کے پانی میں تیرایا تھا اور علی نے جنگ خیبر میں (بہ مطابق مطالب السؤل صفحہ ۱۳۲ تا ۱۳۸ منتہی الآمال صفحہ ۱۵۷ از عباس قمی۔ تاریخ طبری جلد ا۔ صحیح بخاری جذ ثالث صفحہ ۳۵ مطبع مصر واقعہ رایت سیرت امیر المومنین)

حضرت رسولؐ خدا کے غلام ابی رافع سے روایت ہے کہ جب رسولؐ نے علیؑ کو علم دے کر بھیجا تو ایک یہودی کی ضرب سے علیؑ کی سپر گر گئی۔ آپ نے فوراً در خیبر کو ہاتھوں میں اٹھا کر بطور ڈھال استعمال کرنا شروع کر دیا۔ اس وقت تک اس دروازے کو ہاتھوں میں اٹھائے رہے جب تک فتح نہ مل گئی۔ پھر آپؑ اس دروازے کے ساتھ اس خندق میں کود گئے جسے یہودیوں نے قلعہ کی حفاظت کے لیے بنایا تھا اور اس دروازے کو پل کی طرح لے کر کھڑے ہو گئے اور تمام لشکر اسلام اس پر چڑھ کر قلعہ میں داخل ہو گیا۔ اس کے بعد اس دروازے کو اتنی قوت سے پھینکا کہ وہ چالیس گز دور جا گرا۔''

معجزہ اسی کو تو کہتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جائے کہ انسانی بازوؤں میں بھی اتنی قوت آ سکتی ہے۔ عقل انسانی سائنس کو ترقی تو دے سکتی ہے مگر معجزہ نہیں دکھا سکتی۔ سائنس فارن ہیٹ بڑھا کر فولاد کو گلا سکتی ہے مگر فولاد میں انگلی پیوست نہیں کر سکتی۔

سائنس انسان کو ستارے پر پہنچا سکتی ہے مگر ستارے کو گھر میں اتار نہیں سکتی۔ ہاں یہ قدرتِ خداوندی کر سکتی کہ فولاد پر انگلی رکھتے ہی اس جگہ کے فولاد میں وہی تبدیلی آ جائے کہ جو فارن ہائٹ بڑھنے سے آتی ہے۔ یہ قدرت ہی اپنے بندہ خاص کی اہمیت کا احساس کرانے کے لیے مطلوبہ جگہ پر ہولوگرام پیدا کر دے جہاں ستارے کو گرنا ہے بالکل بلیک ہول جیسا۔

معجزہ صرف اور صرف معصومینؑ کے لیے وقف ہے۔ انبیاء کے لیے مختص ہے یا پھر معصومینؑ کے وسیلے سے ممکن ہے۔

حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ میں ایسا معجزہ تھا کہ جب وہ اسے باہر نکالتے تھے تو وہ مثال صبح صادق چمکنے لگتا تھا۔ اندھیرے میں روشنی پھیل جاتی تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ید بیضا کا یہ کمال تھا تو حضور کے سب سے پیارے صحابی جن کے بارے میں خود رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا۔ ''سلمان میرے اہل بیت میں سے ہیں۔'' انھی سلمان کا واقعہ ہے۔ ایک روز حصرت ابوذر غفاریؓ نے خدمت رسول اکرمؐ میں آکر کہا۔ ''یا رسول اللہؐ! آج میں نے ایک عجیب واقعہ دیکھا۔ سلمان نے چولہے پر ہانڈی چڑھا رکھی تھی مگر چولہے میں آگ نہ تھی اور ہانڈی پک رہی تھی۔''

حضور اکرمؐ مسکرا اٹھے پھر فرمایا۔ ''سلمان کی انگلیوں میں شعلے ہیں۔ وہ اشارہ کریں تو آگ جل اٹھے۔'' (بحوالہ: معجزاتِ علی از محمد وصی خان مطبوعہ کراچی)

سلمانؓ کو معجزاتی قوت ملی تھی۔ رسولؐ اور آل رسولؐ سے عقیدت و محبت کے بدلے میں۔ آل رسولؐ سے جو عقیدت رکھے گا تو کیا اس کے ساتھ کوئی معجزہ رونما نہیں ہوگا؟

آیت اللہ سید عبدالحسین دستغیب ''داستان ہائے شگفت'' میں ایسا ہی ایک

معجزاتی واقعہ لکھتے ہیں۔ ''سید جلیل اسمٰعیل مجاب نے ہندوستان سے آکر بتایا کہ وہاں ایک جماعت ہندوؤں کی سید الشہد اسے عقیدت و محبت رکھتی ہے۔ (جسے حسینی برہمن کہا جاتا ہے اور یہ لوگ گڑھوال، ہماچل پردیش وغیرہ میں آباد ہیں۔ مصنف) وہ لوگ اپنے اموال میں برکت کے لیے حضرتؑ کو اپنے کاروبار میں شریک کرتے ہیں یعنی سال بھر کے منافع میں حضرت کا حصہ نکالتے ہیں اور اسے عزاداری پر خرچ کرتے ہیں۔ انھی میں سے ایک شخص سینہ زنی کرتے ہوئے ماتمی دستوں کے ہمراہ چلتا تھا۔ جب وہ مرا تو اہل ہنود کی رسم کے مطابق اسے بھی ''چیتا'' (لکڑیوں کے گھٹر) پر رکھ کر جلایا گیا۔ اس کا سارا بدن جل کر خاکستر بن گیا۔ لیکن داہنا ہاتھ اور سینے کا ایک بڑا حصہ جلنے سے محفوظ رہا۔ اس کے گھر والوں نے کئی بار کوشش کی مگر لکڑی تو جل جاتی مگر ان عضو پر آنچ نہ آتی۔ تب اس کے گھر والے سالم عضو کو لے کر شیعوں کے قبرستان میں آئے اور کہا کہ یہ حسینؑ کی ملکیت ہے اس کا کیا کرنا ہے تم جانو......''

معجزہ انسان کے شعور کی بیداری کے لیے ہوتا ہے۔ اس معجزہ سے یقیناً یہ بات ظاہر ہو رہی ہے کہ جب حسینؑ کے ماتم داروں پر دنیاوی آگ اثر نہیں کر سکتی تو پھر جناب سیدہؑ کی گزارش کو اللہ تعالیٰ کیسے رد کرے گا کہ جہنم کی آگ سیدہ کے لعل پر آنسو بہانے والوں کو جلا دے۔ مگر شرط ہے کہ ماتم دار بھی سچا عزادار ہو، معصومینؑ کی تعلیم پر چلنے والا ہو۔

ابھی کچھ ہی دنوں پہلے کا واقعہ ہے 1985ء کا۔ بھارت کے مشہور انگریزی اخبار ٹائمز آف انڈیا میں آدھے صفحے پر یہ رپورٹ آئی تھی جسے دہلی کے ماہنامہ جرائم نے باتصویر شائع کیا تھا۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ صوبہ بہار کے ضلع مظفر پور میں ایک گاؤں ہے شہباز پور جو مظفر پور دربھنگہ ریلوے لائن کے کنارے پر آباد ہے۔ اس

گاؤں میں ہر سال محرم کی سات تاریخ کو حنفی مسلک کے راسخ العقیدہ مسلمان تعزیہ رکھتے تھے۔جس جگہ تعزیہ رکھا جاتا ہے اسے امام چوک کہتے ہیں۔امام چوک جس جگہ بنا ہوا تھا اس کے سامنے ایک مدرسہ کھل گیا۔مدرسے کے معلمین دیوبندی عقائد کے تھے۔انہوں نے تعزیہ پر شرک کا فتویٰ لگا کر وہاں رکھنے سے منع کیا مگر گاؤں والوں نے زبردستی رکھ دیا۔عاشورہ کے روز اسے اٹھا کر مقامی کربلا تک لے جانا تھا۔راستہ مدرسے کے احاطے سے گزرکر تھا۔مدرسہ والوں نے پہرے کے لیے کئی لٹھ بازوں کو بٹھا دیا۔تا کہ لوگ آنے جانے کے لیے مدرسے کا احاطہ استعمال نہ کرسکیں۔عاشورہ کی صبح اسی گاؤں کا ایک پنڈت رام سیوک نامی حوائج ضروریہ کے لیے ندی کی طرف جارہا تھا کہ اس کی نظر ایک سرخ لکیر پر پڑی۔اس وقت اس نے دھیان نہ دیا مگر جب واپس آرہا تھا تو وہ رک گیا کیوں کہ وہ لکیر مزید لمبی ہوچکی تھی۔سرخ مائع سا امام چوک سے بہتا ہوا ندی کی طرف جارہا تھا۔اس نے انگلی سے چھوکر دیکھا تو اسے خون جیسا لگا۔وہ خون خون چیختا ہوا گاؤں کی طرف بھاگا۔ہندو محلے میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ کسی کو مار کر وہاں ڈالا گیا ہے۔پولیس آگئی امام چوک کا معائنہ کیا گیا مگر وہ ہر طرف سے پختہ تھا۔شام تک وہاں سے نکلنے والا خون تقریباً ڈیڑھ سوگز کا فاصلہ طے کرکے ندی تک پہنچ گیا۔مظفر پور سے پولیس کے بڑے بڑے افسران تک آگئے۔خون کا لیبارٹری ٹیسٹ ہوا۔ڈاکٹروں نے رپورٹ میں لکھا کہ یہ خون تو ہے مگر اس کے اجزائے ترکیبی انسانی اور حیوانی خون سے بالکل مختلف ہیں۔یہ خبر کسی طرح مظفر پور کے شیعوں تک پہنچ گئی اور لوگ زیارت کے لیے دوڑ پڑے۔وہ جگہ جہاں اہل سنت کو حسینؑ کا نام لینے سے دیوبندیوں نے روکا تھا وہ جگہ پولیس افسران کی نگرانی میں ماتم کی صدا سے گونج اٹھی۔تقریباً چھے ماہ تک مسلسل ماتم داری ہوتی رہی (رپورٹ لکھنے

تک) اور مدرسہ کے تمام اساتذہ کو گاؤں والوں نے بے دخل کرکے پھلواری شریف پٹنہ سے اہل سنت والجماعت معلموں کو بلالیا۔''

بھارت ہی کا ایک مشہور ہفت روزہ ہے۔''دی السٹریٹڈ ویکلی آف انڈیا۔'' اس میگزین کے ایڈیٹر ہیں خشونت سنگھ جنہوں نے ''داٹوفیسز آف اندرا گاندھی'' جیسی معرکتہ الارا کتاب لکھی تھی۔وہ اپنے جریدے کی اشاعت یکم اکتوبر 1972ء میں لکھتے ہیں۔''میرے دوست ڈی ایف کراکا (دوسوکراکا) ایڈیٹر ''ویکلی کرنٹ'' بمبئی۔حددرجہ مغرب پرست ہیں۔آکسفورڈ یونین کے صدر رہ چکے ہیں تیس سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں اور ''ارے بھائی'' کے عنوان سے کالم لکھتے ہیں۔اچانک انہیں 1954ء کی ایک رات حضرت علیؑ کی زیارت نصیب ہوگئی اور ان کی زندگی بدل کر رہ گئی ہے۔

(ڈوسوکراکا کی تصنیف Then Came Hazrat Ali پاکستان کے ہر بک اسٹال پر دستیاب ہے۔جب علی آئے' کے عنوان سے اس لیے ان کے واقعات کو لکھ نہیں رہا ہوں۔قارئین خود پڑھیں)

اخبار جہاں کراچی کی اشاعت ۱۳ فروری ۱۹۷۴ء میں مشہور عیسائی خاتون ہیلن جو اپنی فنکارانہ صلاحیت کی وجہ سے عالمی شہرت کی حامل ہے اس کا انٹرویو شائع کیا۔جس میں وہ کہتی ہے۔''ایک بار میں نے ایک منت مولا مشکل کشاؑ سے مانی تھی۔جب سے میں نے یہ دھاگا باندھا ہے مجھے بے انتہا فوائد حاصل ہوئے ہیں۔''

آئمہ معصومینؑ کے مشہور معجزات کو یکجا کرنا۔شروع کردوں تو کئی سو جلد میں بھی یکجا ہو نہ پائے گا اس لیے معذرت خواہ ہوں۔صرف اتنا کہنا چاہوں گا کہ معجزات آج بھی رونما ہوتے ہیں اس لیے یاد رکھیں۔سورہ بنی اسرائیل کی آیت ۵۹۔

''اور ہم کو نشانیاں (معجزات) بھیجنے سے صرف اس خیال نے باز رکھا ہے کہ اگلوں نے اسے جھٹلایا ہے اور ہم نے ثمود کو اونٹنی دی تھی (ان کی) آنکھیں کھولنے کو مگر انہوں نے اس پر ظلم کیا اور نشانیاں (معجزات) تو ہم صرف خوف دلانے کے لیے بھیجا کرتے ہیں۔''

معجزہ جب بھی کہیں رونما ہوتا ہے تو خوف دلانے کے لیے۔ اس لیے اپنا محاسبہ ضرور کرنا چاہیے کہ ہم تعلیمات آئمہ معصومینؑ سے ہٹ تو نہیں رہے ہیں؟

جب جب معصومینؑ کی تعلیمات سے انحراف ہوتا ہے۔ خود کو راہ صدق پر چلنے والا کہہ کر بھی اس راہ کو کھوٹا کرتے ہیں۔ تبھی عقل کو عاجز کر دینے والے مناظر نظر آنے لگتے ہیں۔ گویا یہ ہوشیار ہونے کا اشارہ ہے کہ ایمان کی درستگی کا وقت ابھی ہے، سنبھل جاؤ۔ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے سائٹ پر (www.injj.org) ایک مووی دیکھی جاسکتی ہے۔ اس مووی کو ایک لڑکی نے بنائی ہے۔ وہ جناب زینب سلام اللہ علیہا کے روضۂ اقدس کی فلم بندی کر رہی تھی کہ روضہ اقدس کے مرکزی اقدس کے مرکزی دروازے پر حضرت عباس کی شبیہ نظر آنے لگی۔ گویا وہ آ کر کھڑے ہو گئے تھے۔ آپؑ کو دیکھ کر وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ 2004ء اربعین میں شام جانے والوں کو ایک معجزہ نظر آیا جسے اس سال ترابی کیسٹ لائبریری نے سی ڈی پر ''معجزاتِ شام'' کے نام سے ریلیز کیا ہے۔ اس سی ڈی میں روضۂ مبارک جناب زینب پر معجزاتی طور پر شفا پانے والوں کی عکس بندی دکھائی ہے۔ یہ ایک معمول کی بات ہے کہ ثانی زہرا سلام اللہ علیہا کے روضہ اقدس پر ان کے صدقے میں لاعلاج مریضوں کو شفا ملتی ہے۔ مگر 2004ء میں جو سب سے عجیب منظر نظر آیا وہ یہ تھا کہ ۱۹ اور ۲۰ صفر کی درمیانی شب میں روضے کے گنبد پر یکایک سرخی پھیل گئی۔ گنبد کے سرخ ہوتے ہی لوگ دوڑ

پڑے۔ ہر ملک و ہر قوم کے لوگوں نے اس عجیب منظر کو دیکھا۔ لوگوں نے اپنے تاثرات بھی بیان کیے۔ اپنے اپنے خیال کے مطابق تبصرے بھی کیے مگر سب سے اہم بات یہ تھی کہ سرخی کا یوں نمودار ہونا خوف زدہ کرنے والی بات تھی اور دنیا نے دیکھا کہ اب تک عراق کی سرزمین بے گناہوں کے خون سے سرخ ہو رہی ہے۔ آج کے دور میں معجزہ صرف اور صرف انتباہ ہے اور ایسا کبھی کبھی ہی ہوتا ہے۔ ہر جگہ ہر وقت نہیں اور اسے ہر آنکھ دیکھتی ہے۔ یہ ناممکن سی بات ہے کہ کسی کو نظر آئے کسی کو نہیں اور نہ ایسا کوئی معجزہ کبھی رونما ہوتا ہے جو صرف ایک دو شخص کو نظر آئے۔ اسے دنیا دیکھتی ہے کسی فرد واحد کے نظر آنے کے لیے معجزہ نہیں ہوتا۔ آئمہ کے جتنے بھی معجزات ہیں سب کو ایک عالم نے دیکھا۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی امامؑ کے حضور دس افراد موجود ہوں اور صرف پانچ چھے کو نظر آیا ہو۔ اگر کوئی کہے کہ فلاں جگہ شبیہہ نظر آئی ہے، پانی ٹپکا ہے، سکّہ برسا ہے اور اسے صرف گنتی کے آدمیوں نے دیکھا ہے تو سمجھ لیں کہ اس میں کہیں نہ کہیں فی ضرور ہے کیونکہ معصومینؑ کا اشارہ ہر فرد بشر کے لیے ہوگا نا کہ محدود چند کے لیے۔ اور اگر ہر ایک کی عقل عاجز کر دینے والی بات نظر آئے تو اپنا محاسبہ ضرور کر لینا چاہیے کہ کہیں ہم تعلیماتِ اہل بیت سے بھٹک تو نہیں رہے ہیں؟ کیونکہ مغربی تہذیب کی وسعت پذیری روحانی اعتبار سے کمزور بنا رہی ہے۔ مگر یاد رکھیں اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اس یلغار سے اسلام یا اسلامی تعلیمات کمزور پڑ رہی ہے۔ قرآن اور عترتِ اہل بیت سے تمسک رکھنے والوں پر کبھی کوئی طوفان اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ ہمارا ایمان ہے کہ تعلیماتِ معصومینؑ ہر ایک کے لیے ضامن ہے۔ ہر ایک کے لیے کھلی حقیقت ہے اور ہر ایک کے لیے راہ ہدایت ہے کسی ایک گروہ ایک فرقہ ایک گروپ کے لیے نہیں ہے۔ اس لیے جب بھی کہیں معجزہ ہوتا ہے تو ہر آنکھ کے لیے ہوتا ہے اور

جو لوگ کسی جھوٹ کو امامؑ سے منسوب کرتے ہیں وہ بھی ابن زیاد و عمر سعد، شمر و حرملہ کی مثل دشمنی نبھا رہے ہیں تا کہ امامؑ کی قدر و منزلت گھٹے۔ لوگوں کی نظروں میں، خاص کر ایسے لوگ جو امام کی عقیدت میں جائیں اور انہیں جھوٹ سے واسطہ پڑے تو یقیناً وہ بد دل ہوں گے۔ ایک عقیدت مند کے عقیدے میں دخل دینا اسے بھٹکانا اتنا ہی بڑا گناہ ہے جتنے بڑے گناہ کے شریک قاتلانِ حسین ہیں۔

اس کتابچہ کی تیاری میں مددگار کتابیں:

کتاب الاربعین بحث اعجاز کرامات از امام فخر الدین رازی۔ معجزاتِ حضرت علی از محمد وصی خان۔ داستان ہائے شگفت از آیت اللہ دستغیب۔ معجزہ از علامہ ضمیر اختر نقوی۔ سیرت امیر المومنین از مفتی جعفر حسین۔ سپر برین آف اسلام ترجمہ کفایت حسین اس کے علاوہ کئی اخبارات و رسائل کے مضامین سے بھی استفادہ کیا گیا۔